1162

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 28۔ جون 2007

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

(مسودہ قانون جو پیش کیا جا چکا ہے اور زیر التواء ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی 2004

حصہ دوم

(مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2007

حصہ سوم

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

(مورخہ 12۔ جون 2007 کے ایجنڈے سے زیر التواء قرارداد)

1164

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

جمعرات،28۔جون 2007

(یوم الخمیس،12۔جمادی الثانی 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 10 بج کر 48 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾
يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً
مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

سورۃ الفجر آیات 24تا30

کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا(24)تو اس دن نہ کوئی اللہ کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گا(25)اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا(26)اے اطمینان پانے والی روح!(27)اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی(28)تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا(29)اور میری بہشت میں داخل ہو جا(30)

وما علینا الا البلاغ o

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔ مجھے پہلے وقفہ سوالات شروع کر لینے دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1707 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جاوید پلازہ ماڈل ٹاؤن لنک روڈ کی تعمیر اور دیگر تفصیل

*1707: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جاوید پلازہ ماڈل ٹاؤن لنک روڈ ہنڈا چوک لاہور کس کی ملکیت ہے، کیا اس کا نقشہ ایل ڈی اے سے منظور کروایا گیا ہے، اگر منظور کروایا گیا ہے تو کیا اس کی بلڈنگ نقشہ کے عین مطابق تعمیر ہوئی ہے؟

(ب) کیا ایل ڈی اے سے اس جگہ کو کمرشل کروانے کی منظوری حاصل کی گئی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی کتنی کمرشلائزیشن فیس محکمہ کے پاس جمع کروائی گئی ہے اور کیا یہ درست ہے کہ تعمیر کردہ پلازہ کی جگہ کا یہ رہائشی پلاٹ گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی کی حدود میں واقع ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ یہ تمام پلازہ ایل ڈی اے حکام کی ملی بھگت سے تعمیر کیا گیا ہے اور متعلقہ بلڈنگ انسپکٹر اور دیگر حکام نے لاکھوں روپے رشوت وصول کر کے عدالتی احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیر کروایا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے جاری شدہ لیٹر حوالہ 103/VII/35.B/P.III مورخہ 01-04-06 کے مطابق محمد جاوید بھٹی پلاٹ نمبر 35.B/P.III کا مالک ہے اور اس کو یہ پلاٹ 14-07-84 کو سوسائٹی نے الاٹ کیا، کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، تاہم ملکیت کے بارے میں دو فریقین میں جھگڑا چل رہا ہے، Society کے لیٹر کے مطابق محمد جاوید بھٹی نے اس پلاٹ پر 86-1985 میں تعمیر کی ہے، اس کا نقشہ ایل ڈی اے سے منظور نہیں کرایا گیا، کیونکہ مذکورہ علاقے کا کنٹرول ایل ڈی اے کو سال 1995 میں تفویض ہوا تاہم موقع پر عمارت مکمل نہ ہے۔

(ب) مذکورہ بالا لیٹر کے مطابق متذکرہ پلاٹ کی کمرشلائزیشن بھی متذکرہ بالا سوسائٹی نے کی تھی اور اس پلاٹ کا کمرشل نقشہ بھی سوسائٹی نے ہی منظور کیا ہے۔ اس کے منظور شدہ نقشہ کی کاپی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، مزید برآں محمد جاوید بھٹی نے اپنی ملکیت کے کاغذات فراہم کئے جو کہ سوسائٹی نے تصدیق کئے ہیں، ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ حقیقت پر مبنی نہ ہے کہ پلازہ کی تعمیر ایل ڈی اے حکام کی ملی بھگت سے کی گئی ہے، ایل ڈی اے کے پاس 1995 میں کنٹرول آنے کے بعد سے اب تک موقع پر تعمیراتی سرگرمی بوجہ مقدمات بند ہے، عدالتی احکامات کی خلاف ورزی کے ضمن میں لگائے گئے الزامات بھی حقیقت اور صداقت پر مبنی نہ ہیں، کیونکہ پلازہ ہذا کے بارے میں اس وقت بھی دو مقدمات زیر سماعت ہیں، ایک مقدمہ بعنوان جاوید بھٹی بنام ایل ڈی اے وغیرہ بعدالت جناب جاوید اقبال شیخ سول جج لاہور میں زیر سماعت ہے، جس میں حکم امتناعی جاری ہے، تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، دوسرا مقدمہ مابین مسماۃ نور صفیہ بنام محمد یوسف وغیرہ بعدالت جناب امجد حسین سول جج لاہور زیر سماعت ہے تتمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اس میں ایل ڈی اے پارٹی نہ ہے دوران حکم امتناعی کسی قسم کی کارروائی مسماری وغیرہ عمل میں نہ لائی جا سکتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ ایک پلازے کی تعمیر کے متعلق سوال کیا گیا ہے جس کا محکمہ کی طرف سے کافی تفصیلی جواب آیا ہے۔ یہ سوال تقریباً ساڑھے چار سال پرانا ہے۔ اس سوال کے

جز(ج) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ حقیقت پر مبنی نہ ہے کہ پلازہ کی تعمیر ایل ڈی اے حکام کی ملی بھگت سے کی گئی ہے اور ایل ڈی اے کے پاس 1995 میں کنٹرول آنے کے بعد سے اب تک موقع پر تعمیراتی سرگرمی بوجہ مقدمات بند ہے۔ میری معلومات کے مطابق یہ جواب درست نہ ہے۔ 1995 سے پہلے اس جگہ پر کوئی خاص کنسٹرکشن نہیں ہوئی تھی۔ 1995 کے بعد پہلے اس کا سٹرکچر بنایا گیا اور پھر آہستہ آہستہ اس میں دیواریں بنائی گئیں۔ اب اس کا گراؤنڈ فلور بالکل مکمل ہو چکا ہے اور فرسٹ فلور پر بھی دکانیں بنا کر کرائے پر چڑھا دی گئی ہیں۔ میری یہ بھی معلومات ہیں کہ اس علاقے کے متعلقہ بلڈنگ انسپکٹر نے اپنی نگرانی میں یہ کنسٹرکشن کروانے کا لاکھوں روپیہ وصول کیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری اس گزارش کی انکوائری کروائیں۔ دراصل یہ سوال تو ایل ڈی اے کے ہی حق میں ہے۔ ان کی تو وہاں سے لاکھوں روپیہ کمرشلائزیشن فیس بنتی ہے اور لاکھوں روپیہ نقشہ کی منظوری کی فیس بنتی ہے۔ اس پلازہ کے مالک نے کمرشلائزیشن فیس دی ہے اور نہ ہی نقشہ منظور کروانے کی فیس دی ہے لہذا میں گزارش کرتا ہوں کہ جواب کے جز (ج) میں جو سٹیٹمنٹ دی گئی ہے یہ درست نہ ہے۔ براہ مہربانی! اس کی انکوائری کروائیں تو اصل صورتحال ان کے سامنے آ جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے فاضل رکن کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ محکمے کی طرف سے جز(ج) میں جو جواب دیا گیا ہے وہ اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ میں یہ بتاتا چلوں کہ یہ پلاٹ جس پر پلازہ بن رہا ہے یہ 1995 سے پہلے ایل ڈی اے کے controlled area میں نہیں تھا۔ 1995 کے بعد یہ controlled area میں اور شاید آیا بھی اسی وجہ سے تھا کہ اس سوسائٹی کے اندر ملی بھگت سے کافی غیر قانونی کام ہو رہے تھے۔ جب 1995 میں یہ پلاٹ ایل ڈی اے کے پاس آیا تو اس سے پہلے اسی پلاٹ پر دو litigations چل رہی تھیں اور ان پر stay کے preventive orders تھے جس وجہ سے ہم کچھ بھی مداخلت نہیں کر سکتے تھے۔ اس پر ابھی تک یہ orders continue کر رہے ہیں اس کی تاریخیں پڑ رہی ہیں اور ہمارا ایل ڈی اے ڈیپارٹمنٹ اسے pursue کر رہا ہے۔

جناب والا! فاضل رکن نے یہ بھی فرمایا کہ وہاں ایل ڈی اے کی ملی بھگت سے کنسٹرکشن ہوئی ہے اور پلازے کا پہلے ڈھانچہ تھا اور اب چھتیں پڑ چکی ہیں اور یہ سارا کچھ 1995 کے بعد ہوا

ہے۔ میری رپورٹ کے مطابق جو کہ کل تک کی رپورٹ ہے اس میں یہی بتایا گیا کہ جتنی کنسٹرکشن 1995 سے پہلے 86-1985 کے دوران ہوئی تھی وہی 1995 سے لے کر اب تک ہے۔ میں نے اپنے ایک بہت ہی honest آفیسر کو بھیجا جس کی رپورٹ پر میں یہاں on the floor of the House بیان کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں تمام فاضل اراکین اور میڈیا کے لئے بھی ایک بات ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ سپریم کورٹ کی طرف سے ایک بہت ہی اہم فیصلہ کیا جا رہا ہے کہ سپریم کورٹ نے ایک تین رکنی کمیٹی based on retired judges تشکیل دی ہے اس میں دو اور ٹیکنیکل بندے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب خالد محمود چوہان ایم پی اے اپوزیشن بنچوں پر آ کر بیٹھے تو اپوزیشن اراکین نے ڈیسک بجا کر ان کا استقبال کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! وہ کمیٹی ایسے issues کو case to case take up کرے گی۔ آج سے پہلے جو بھی غیر قانونی کنسٹرکشن ہوئی ہے یا غیر قانونی پلازے بنے ہیں ان کے خلاف باقاعدہ ایک ایکشن پلان تجویز کیا جائے گا اور وہ کمیٹی اپنی رپورٹ تیار کر کے سپریم کورٹ کو پیش کرے گی۔ یقیناً اس سے اس محکمے میں ایک بہت بڑی تبدیلی آئے گی۔ جو اس غیر قانونی پلازے کی بات کی گئی ہے definitely یہ پلازہ بھی اس کمیٹی میں take up کیا جائے گا۔ اگر اس میں کوئی غیر قانونی بات ہوگی تو اس میں جو لوگ ملوث پائے گئے ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ سوال ساڑھے چار سال پہلے کا ہے۔ گیلانی صاحب نے یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ کیس جاوید بھٹی بنام ایل ڈی اے چل رہا ہے اور ہم اسے pursue کر رہے ہیں۔ اب نئے رولز کے مطابق اگر stay پر further کوئی کارروائی نہ ہو تو وہ چھ ماہ بعد ویسے ہی خارج ہو جاتا ہے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب یہ کیس کس stage پر ہے، میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر کوئی بلڈنگ ابھی تعمیر کے مراحل میں نہ ہو اور اس پر چھت ڈالی جائے تو کیا چھت ڈالنے پر اس سے کمرشلائزیشن فیس وصول کی جا سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے اپنے جواب میں بیان کیا

ہے کہ 1995 سے پہلے جو کنسٹرکشن ہوئی تھی آج بھی وہ کنسٹرکشن اسی طرح ہے۔Preventive stay orderمیں جب چھ ماہ گزرتے ہیں تو اسstayکو پھر بحال کیا جاتا ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ 1995 سے پہلے بھی اس پر دو کیسیز ہیں۔ اگر 86-1985 میں یہ پلاٹ گورنمنٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی میں تھا تو96-1995 میں یہ مکمل کیوں نہیں کر دیا گیا،1995 تک یہincompleteکیوں رہا؟اس کی وجہ یہ ہے کہ 1986 کے بعد یہlitigationمیں چلا گیا، کچھ اور لوگوں نے اس پر دعویٰ کر دیا کہ یہ زمین ان کے ساتھ ہے اور وہlitigation casesآج بھی چل رہے ہیں۔ یہ ایکcontinuous processچل رہا ہے اس کے دو کیسیز پہلے ہیں۔ بعد میں ایل ڈی اے بنام بھٹی صاحب ہے جو ابھی تکcontinueکر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ان کے کہنے کا مطلب ہے کہ Is there any stay order for it?

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:جی،exactlyآج بھی اس پرstay orderہے اورpreventive stay orderہے جس میں ہم مداخلت نہیں کر سکتے۔

سید احسان اللہ وقاص:جناب سپیکر!میں بڑے احترام کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ اس جگہ کے بالکل قریب کافی عرصہ تک میری رہائش رہی ہے۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ 1995 سے پہلے یہاں پر اس کا صرف تھوڑا سا سٹرکچر بنا ہوا تھا۔ یہ سارے کا سارا1995 کے بعد مکمل کیا گیا ہے۔2000تک اس کے گراؤنڈ فلور پر کوئی دکان کرایہ پر نہیں چڑھی ہوئی تھی لیکن اب ساری کی ساری دکانیں کرایہ پر چڑھی ہوئی ہیں اور انہوں نے باقاعدہ فرنشنگ کر کے گراؤنڈ اور فرسٹ فلور مکمل کر لیا ہوا ہے۔

جناب والا!میں پھر کہتا ہوں کہ میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں اور میرا اس سے کوئی سیاسی مقصد نہیں ہے بلکہ میں تو اس کے مالک کو جانتا تک نہیں ہوں۔ میں تو صرف ایل ڈی اے کے مفاد میں بات کر رہا ہوں کہ ان کو وہاں سے کمرشلائزیشن فیس کی لاکھوں روپے آمدنی وصول ہو سکتی ہے اور لاکھوں روپے نقشہ فیس کے بھی وصول ہوں گے لیکن اس مالک نے ان کے عملہ کی ملی بھگت سے اپنا پلازہ مکمل کر لیا ہے اس لئے اب یہ اس سے کیسے پیسے لے سکتے ہیں۔ یہ مہربانی فرمائیں اور وزیر موصوف نے اس آفیسر کا نام بھی بتایا ہے میں بھی اس کو ایماندار آفیسر سمجھتا ہوں اور بلا شبہ وہ ایماندار آفیسر ہے لیکن شاید انہوں نے اس کا سرسری جائزہ لیا ہے اس کے ماضی کو اچھی طرح سے نہیں کھنگالا اس لئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس کی مکمل انکوائری

کروائیں میں بھی اس انکوائری کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر حلفاً یہ بات کہوں گا اور کسی سے پوچھ لیں کہ یہ کب بنا ہے ان کو خود پتا چل جائے گا میں تو ان کے مفاد کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! میں فاضل رکن کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے مفاد کی بات کر رہے ہیں اور میں انہیں یہ یقین بھی دلانا چاہتا ہوں کہ ایسی کوئی بھی بات جو ہمارے نوٹس میں یا ایل ڈی اے کے نوٹس میں آتی ہے تو ہم اس پر action لیں گے۔ میں نے اس سوال کا جواب اس ایوان کے floor پر دینے سے پہلے اپنی ٹیم کے ممبران کو وہاں پر بھجوا کر اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ وہاں پر construction نہیں ہوئی۔ مگر چونکہ ہمارے فاضل رکن اس ایوان کے floor پر یہ یقین دہانی دے رہے ہیں میں تو ان کو اب اس بات کا بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میرا ڈیپارٹمنٹ یہاں پر موجود ہے ان کو یہیں سے یہ ہدایات جاری کی جائیں گی کہ یہ اس کی باقاعدہ پوری طور پر انکوائری کریں اگر اس میں کوئی loophole ہے اور اگر یہ بات واقعی اس طرح کی ہے تو definitely اس کی انکوائری وہی کمیٹی جو سپریم کورٹ نے تشکیل دی ہے وہی اس کو take up کرے گی اور اس کا فیصلہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد سنا دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے ساتھ شاہ صاحب کو بھی منسلک کر دیں اور اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وفاقی کابینہ کی جانب سے حج کرایوں میں اضافہ سے حجاج کرام کو پریشانی کا سامنا

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج اخبارات میں یہ خبر چھپی ہے کہ حکومت نے، وفاقی کابینہ نے جو لوگ حج پر جاتے تھے ان کے کرایوں میں جتنے پیسے وہ جمع

کرواتے تھے اس میں بھی دس فیصد تک اضافہ کر دیا ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ حج غریب لوگ زیادہ شوق سے کرتے ہیں۔ اگر اس کا کرایہ دس فیصد بڑھا بھی دیا جائے تو امیروں کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا غریب آدمی جن کی بڑی خواہش ہوتی ہے اور ہر مسلمان کا یہ فرض ہے اور خواہش ہے اور ایمان بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ خانہ کعبہ جائے، حضور نبی کریم ﷺ کے روزے پر جائے اور حج کرے۔

جناب والا! وفاقی حکومت نے جو کرایہ بڑھانے کی منظوری دی ہے ہماری طرف سے ان کو یہ message جانا چاہئے کہ پہلے ہی انہوں نے حج کی رقم پر بہت زیادہ اضافہ کر دیا ہے تو اس پر مہربانی کرکے اضافہ نہ کریں بلکہ اس پر کمی کریں تاکہ غریب لوگ جو حج پر جانا چاہتے ہیں، جن کی خواہش ہے کہ وہ حج کے لئے جا سکیں۔ یہی میری آپ سے درخواست ہے کہ یہ message وفاقی کابینہ کو پنجاب اسمبلی کی طرف سے جانا چاہئے کہ ان کا کرایہ جو دس فیصد بڑھایا ہے وہ مہربانی کرکے نہ بڑھائیں۔ اگر وہ کمی نہیں کرنا چاہتے تو اتنے ہی پیسے رہنے دیں جتنے وہ پہلے وصول کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ خبر میں نے بھی رات سنی ہے یہ دس فیصد نہیں ہے بلکہ ڈیپارٹمنٹ تو پچاس فیصد کہہ رہا تھا لیکن کابینہ نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ زیادہ سے زیادہ ہم تیرہ فیصد اضافہ کر سکتے ہیں پچاس فیصد نہیں کر سکتے۔ دس فیصد نہیں تیرہ فیصد کر رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! راجہ صاحب گورنمنٹ کی طرف سے ہمیں یقین دہانی کروائیں کہ وفاقی کابینہ کو ہمارا یعنی پنجاب اسمبلی کا message convey کریں گے۔ اس کے علاوہ آپ کے احساسات اور جذبات کو بھی یہ وہاں پر convey کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ضرور convey کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسا کہ بگو صاحب نے فرمایا ہے حج کے لئے لوگ مختلف کیٹیگریز میں جاتے ہیں کچھ لوگ super قسم کی کیٹیگری میں جاتے ہیں جو بہت اچھے ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں اور ان کی خواہش کے مطابق ان کا انتظام ہوتا ہے، کچھ categories اس سے کم ہوتی ہیں اور ایک بالکل جو سفید پوش لوگ ہیں، جو غریب لوگ ہیں وہ ان کے لئے ہے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ جو سب سے نیچے والی کیٹیگری ہے ان کا کرایہ نہ بڑھایا جائے۔ سب سے اوپر والی جو کیٹیگری ہے اور جو بہت اچھے ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں چلیں

ان کا بڑھالیں لیکن عام آدمی پر رحم کھائیں، عام آدمی پر ترس کھائیں اور اس کا کرایہ نہ بڑھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں نے تو پہلے بھی گزارش کی تھی کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے جذبات فیڈرل گورنمنٹ تک ضرور convey کئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: ہماری طرف سے نہیں بلکہ پنجاب اسمبلی کے جذبات ان تک پہنچائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! معزز ایوان کے جو اس وقت جذبات ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور convey کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب! یہ جو بات ابھی ارشد محمود بگو صاحب نے کہی ہے میں بھی یہی بات کرنا چاہتا ہوں اور اس میں ایک تجویز بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ہماری سوسائٹی میں ایک segment ایسا ہے جو سو روپے درجن بھی کیلا خرید لیتا ہے۔ تو ہونا یہ چاہئے انہوں نے across the board جو rates بڑھائے ہیں اس کا ایک آسان حل ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ سٹیٹ بنک کی رپورٹ کو سامنے رکھ لیا جائے کہ کن علاقوں میں economically ترقی ہوئی ہے۔ مثلاً شہروں میں اگر یہ بڑھائیں، آپ کو یہ سن کر حیرانگی ہوگی اور میرا تو خیال ہے کہ یہاں پر معزز لوگوں کو پتا بھی ہوگا کہ ہمارے ہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو سات لاکھ روپے میں بھی حج کر رہے ہیں اور وہ سپیشل حج ہے ان کے لئے سات لاکھ روپے دینا بھی کوئی مشکل نہیں ہے لیکن یقین کیجئے کہ سوسائٹی کا وہ طبقہ آپ کو بھی پتا ہوگا کہ جن کے پاس ہر سال دس پندرہ بیس ہزار روپے کم پڑ جاتے ہیں وہ پچھلے پانچ دس سال سے اپنے پیسے حج کے لئے جمع کر رہے ہیں اور ہر سال حج کا ریٹ بڑھ جاتا ہے۔ ہونا یہ چاہئے کہ لاہور ہے، کراچی ہے، پشاور ہے، راولپنڈی ہے اور ملتان جیسے بڑے شہر ہیں وہاں پر اس مسئلے کو حل کرنا بہت آسان ہے۔ حج کے سلسلے میں کوئی misdeclaration بھی نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ حکومت سے یہ کہا جائے کہ بڑے شہروں میں ریٹس بے شک بڑھا لیں لیکن چھوٹے شہروں میں اور rural areas میں بالکل ریٹ نہ بڑھائیں۔ حج جو ہے وہ ایک مذہبی فریضہ ہے یہ کوئی نفلی عبادت نہیں ہے۔ اگر ایسے کر لیں تو یہ بہت آسان کام ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب نے یقین دلایا ہے کہ آپ کے احساسات وجذبات مرکزی حکومت تک پہنچادیئے جائیں گے اور جو تجویزیں آپ دے رہے ہیں اس میں وہ بھی include کر دیں گے لیکن جہاں تک urban areas کا تعلق ہے اس میں بھی غریب لوگ رہتے ہیں اور rural areas میں بھی غریب لوگ رہتے ہیں ہمیں غریب لوگوں کا احساس کرنا چاہئے وہ چاہے urban areas سے ہوں یا rural areas سے۔

رئیس محمد اقبال: جناب والا! چونکہ حج کی بات چل رہی تو اس سلسلے میں میرا ذاتی تجربہ ہے last year میں حج پر گیا ہوا تھا تو مجھے یہ کہتے ہوئے احساس بھی ہو رہا ہے کہ پاکستان کے حاجی جو یہاں سے جاتے ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ جو بھی contract کرتے ہیں وہ پورا نہیں کرتے۔ وہاں رہائش اچھی ہوتی ہے اور نہ ہی ان کے کہنے کے مطابق حرمین شریفین کے قریب ہوتی ہے بلکہ دور ہوتی ہے اور آنے جانے کا کوئی انتظام ہوتا اور نہ ہی مناسب ٹائم پر حاجی نماز کے لئے پہنچ سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر کنوینس کا بھی خاطر خواہ انتظام نہیں ہوتا دھکم پیل ہوتی ہے چار چار سو حاجی ایک بلڈنگ میں رہتے ہیں اور ان کے لئے دو بسیں آئی ہوتی ہیں کہ ان کو منیٰ لے جائیں گے یا عرفات لے جائیں گے۔ وہاں دھکم پیل ہوتی ہے اور وہاں کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا۔ تیسرا یہ ہے کہ وہاں پاکستان اور جنوبی ایشیا کی یہ روش ہے کہ انتہائی بوڑھے اور ضعیف العمر لوگ حج پر جاتے ہیں جن کو سنبھالنے کے لئے کوئی ادارہ وہاں پر موجود نہیں ہے۔ اکثر وہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ جاتے ہیں اور وہ کسی مناسب مقام پر نہیں پہنچ سکتے جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہوتے ہیں اور بعض اوقات تو مناسک حج بھی پورے نہیں کر پاتے اور ویسے ہی واپس آ جاتے ہیں۔ چوتھی یہ بات ہے کہ پی آئی اے کا بھی وہاں پر کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا۔ پی آئی اے کے حضرات خصوصاً پاکستان کے لوگوں کے ساتھ ان کا جو رویہ ہوتا ہے وہ انتہائی حقارت کا ہوتا ہے اور قابل نفرت ہوتا ہے۔ میں نے چیئرمین پی آئی اے کو لیٹر بھی لکھا جس پر انہوں نے وہاں کے ایک اہلکار کے خلاف ایکشن بھی لیا۔ میں آپ کے توسط سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مدینہ شریف سے ایک اہلکار کو پاکستان میں واپس بلا لیا۔ میں ان کا ممنون ہوں اور میری یہ خواہش ہے کہ آپ کے توسط سے گورنمنٹ پنجاب کے توسط سے پاکستان کے حاجیوں کی فلاح کے لئے مزید سوچا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! اب جبکہ حج کے سلسلے میں بات ہو رہی ہے اور اتنا کچھ آگے forward ہو ہی رہا ہے۔ میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کروں گی کیونکہ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ ہم نے یہ دیکھا ہے اور یہ ایک رواج ہی بن گیا ہے کہ بہت ساری پرائیویٹ کمپنیاں بن چکی ہیں بے شک وہ لوگوں کو facilitate کرنے کی غرض سے چل رہی ہوں گی لیکن وہاں جب یہ حاجیوں کو آگے لے کر جاتے ہیں تو وہ جو payments لیتی ہیں اس کے مطابق وہ لوگوں کے ساتھ انصاف نہیں کر پاتیں۔ لہذا یہ بھی میری استدعا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ لیول پر ان پرائیویٹ کمپنیوں کو regulate اور چیک کرنے کے علاوہ channellise کرنے کے لئے بھی کوئی انتظام سوچا جائے۔ کیونکہ اس سے بھی لوگوں کا بے تحاشا پیسا خرچ ہوتا ہے اور آگے جا کر انہیں تکالیف ہوتی ہیں۔ شکریہ

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں، میں ابھی آپ کو موقع دیتا ہوں۔ اگلا سوال ڈاکٹر نذیر احمد منٹھو ڈوگر صاحب کی طرف سے ہے تشریف نہیں رکھتے ان کا سوال dispose of ہوتا ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1708۔

ایل ڈی اے ایونیو I سے متعلق تفصیلات

*1708: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ایونیو 1 کے لئے اب تک زمین acquire کرنے کا کوئی نوٹس بھی جاری نہیں ہوا زمین کا قبضہ حاصل کیا گیا ہے اور نہ ہی متعلقہ زمینداروں کو کسی قسم کی ادائیگی کی گئی ہے؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو ایسی سکیم کے اعلان کرنے کا کیا جواز تھا اور اگر آئندہ زمین کے مالکان نے زمین دینے سے انکار کیا یا عدالتی چارہ جوئی کر دی تو اس کا کیا حل ایل ڈی اے کے پاس ہوگا؟

(ج) ایل ڈی اے اس سکیم کے خریداروں کو کب قبضہ فراہم کرے گا، ترقیاتی کاموں کا کب آغاز ہوگا اور کب تک مکمل ہونے کی توقع ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ایل ڈی اے ایونیو-I کی زمین کو acquire کرنے کے لئے پنجاب گزٹ نوٹیفکیشن مجریہ 24-12-2002 زیر دفعہ سیکشن 4 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1984 شائع ہو چکا ہے تاہم یہ درست ہے کہ کچھ عارضی کارروائیوں کی وجہ سے ابھی تک زمین کا قبضہ نہیں لیا گیا، متعلقہ زمینداروں کو معاوضہ کی ادائیگی بھی عنقریب شروع کر دی جائے گی، کیونکہ متعلقہ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو نے اس سلسلے میں 27-12-02 کو آرڈر جاری کر دیئے تھے تاہم جیسے جیسے زمین کا قبضہ لیں گے ادائیگی بھی ساتھ ساتھ کرتے جائیں گے۔

(ب) جواب بمطابق (الف)

(ج) جیسا کہ جز (الف) میں وضاحت کر دی گئی ہے جیسے ہی کارروائی ہو گی ترقیاتی کام کرنے کے بعد زمین کا قبضہ دے دیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جز (الف) میں، میں نے سوال کیا تھا کہ ایل ڈی نے ایونیو-I کے نام سے ایک سکیم بڑے دھوم دھڑکے سے announce کی اور اخبارات میں اس کے بڑے بڑے اشتہارات شائع کئے۔ اس سکیم کے پلاٹس کے لئے سرکاری افسران سے لاکھوں کروڑوں روپیہ وصول کیا۔ مجھے نہیں پتا کہ وہاں پر اس وقت کیا صورتحال ہے لیکن جز (الف) میں، میں نے جو پوچھا ہے اور اس کا جو جواب دیا گیا ہے وہ میری بات کی مکمل تائید کرتا ہے کہ جس وقت اس سکیم کا اعلان کیا گیا تھا اس وقت وہ زمین acquire ہوئی تھی، اس زمین کا قبضہ حاصل کیا گیا تھا اور نہ ہی متعلقہ زمینداروں کو کسی قسم کی ادائیگی کی گئی تھی اس وقت تو یہ صورتحال تھی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک زمین آپ نے حاصل ہی نہیں کی اس کے اندر مختلف کوآپریٹو سوسائٹیز کی زمین تھی اس پر بھی انہوں نے زبردستی قبضہ کر لیا۔ ایک زمین کی آپ نے ادائیگی نہیں کی اور اس پر ہاؤسنگ سکیم کا اعلان کر رہے ہیں۔ اگر ایل ڈی اے جیسا ذمہ دار ادارہ اس طرح کا کام کرے گا تو

پراپرٹی مافیا کے لوگ جو جعلی اعلانات کرتے ہیں تو ان میں اور ان میں کیا فرق رہ جائے گا؟

جناب سپیکر! آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ میرے سوال کے جواب کے جز (الف) میں انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ ہم نے ان زمینداروں کو ادائیگی نہیں کی تھی کیونکہ اس میں کہہ رہے ہیں کہ متعلقہ زمینداران کو معاوضہ کی ادائیگی عنقریب شروع ہو جائے گی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اس سکیم کا اعلان ہوئے سال ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ کیا ایل ڈی اے جیسے ذمہ دار ادارے سے اس قسم کی بات کی توقع کی جا سکتی ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیوں کیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے فاضل رکن کے سوال کے اس جواب سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کیونکہ یہ جواب 2003 میں دیا گیا تھا تو اب 2007 ہے تو definitely situation different ہے۔ میں اپنے فاضل رکن کو بتاتا چلوں کہ ہم نے 17944 کنال کی زمین پر ایل ڈی اے ایونیو بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ میں یہ بھی بتانا چاہوں گا جیسے فاضل رکن نے بتایا کہ 2003 تک زمین acquire نہیں کی گئی، قبضہ نہیں لیا گیا اور وہاں پر مالکان کو پیسے نہیں دیئے گئے تو میں اس سے بالکل اتفاق کرتا ہوں لیکن آج یہ situation ہے کہ ہم نے 12361 کنال زمین لے لی ہے اس کا قبضہ ہمارے پاس ہے اور 12738 کنال کا award ان لوگوں کو کر چکے ہیں جن سے ہم نے زمین لی ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت یہ پوزیشن ہے کہ زمینداروں کو 60 فیصد ادائیگی ہو چکی ہے اور پوری ہاؤسنگ سوسائٹی کا 70 فیصد قبضہ اس وقت ہمارے پاس ہے۔ Rest of the 30 percent cases اس وقت litigation میں ہیں۔ میں یہ بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دو کیسز ہمارے حق میں ہو چکے ہیں۔ اس وقت عدالت میں 4 کیسز بقایا ہیں۔ میرے فاضل دوست نے جو پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کی بات کی ہے تو وہ پرائیویٹ ہاؤسنگ کے ہی کیسز ہیں تو انہوں نے زمین پر اس وقت قبضہ کیا جس وقت ان کی زمین نہیں تھی، ایل ڈی اے پہلے possession announce کر چکا تھا۔ یہ 1979 سے controlled area ایل ڈی اے کے تحت ہے تو آج یہ بات کرنا کہ پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیز کی زمین ہم لے رہے ہیں تو ایسی بات نہیں ہے۔ 1979 سے یہ totally area ایل ڈی اے کا controlled تھا لہذا جب ہم نے

ایل ڈی اے ایونیو۔I کا ارادہ کر لیا تھا تو اس کے بعد یہ پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیز بنی ہیں۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے میری اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ضلعی ناظم صاحب نے صرف اپنے نمبر بنانے کے لئے اعلان کر دیا کہ یہاں پر سکیم بنائی جا رہی ہے۔ آپ دیکھیں کہ آج سے 8/7 سال پہلے جس سکیم کا اعلان ہوا تھا ابھی تک اس کی زمین کا مکمل قبضہ بھی حاصل نہیں کیا جا سکا۔ ابھی تک اس کی مکمل ادائیگیاں بھی نہیں ہو سکیں اور یہ بات جناب منسٹر موصوف نے تسلیم کی ہے۔ اب اس کے بعد کب اس کا قبضہ مکمل ہوگا، کب اس پر development کا آغاز ہوگا، کتنے عرصے میں development ہوگی اور کب لوگوں کو پلاٹ ملیں گے اور کب لوگ وہاں پر اپنے مکانات شروع کر سکیں گے اور چونکہ یہ سکیم خالصتاً سرکاری ملازمین کے لئے شروع کی گئی تھی اس لئے میں اس کے ساتھ زیادہ concern ہوں کہ آپ سرکاری ملازمین کے لئے ایک سکیم شروع کرتے ہیں اور اس میں غیر ذمہ داری کا یہ حال ہے اور میں شکر گزار ہوں کہ وزیر موصوف نے میری بات کو درست تسلیم کیا ہے اور میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ ایل ڈی اے کو کہا جائے کہ آئندہ جب تک ایل ڈی اے زمین کا قبضہ حاصل نہ کر لے، جب تک اس کا award نہ ہو جائے اور زمینداروں کو ادائیگی نہ کر دی جائے اس وقت تک ایل ڈی اے کی طرف سے کسی زمین کی announcement نہیں ہونی چاہئے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں فاضل رکن کی information کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس سوسائٹی میں روڈز کا 30 فیصد کام ہو چکا ہے، 40 فیصد واسا کا کام ہو چکا ہے، 25 فیصد سوئی گیس کا کام ہو چکا ہے، 2004 میں FWO کو بجلی کا کام دے دیا گیا تھا۔ اس سوسائٹی کی جس زمین پر گرڈ سٹیشن بننا ہے وہ litigation میں ہے۔ اس process میں اب یہ بات آ چکی ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی کے تحت اس زمین پر قبضہ تھا۔ انہوں نے consensus کے بعد ایل ڈی اے کو یہ باور کرایا ہے کہ آپ یہ زمین لے لیجئے اور کہا گیا ہے کہ آپ وہاں واپڈا کا گرڈ سٹیشن بنا دیں کیونکہ یہ consensus اس لئے develop کیا گیا ہے کہ وہاں پر گرڈ سٹیشن کی ضرورت تھی۔ ایل ڈی اے کے لئے اب بجلی provide کرنے کی provision بھی آسان ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ وہاں پر 5 ٹیوب ویل بھی لگ چکے ہیں جو 2/2 کیوسک capacity کے ہیں۔ 3 overhead reservoirs لگ چکے ہیں جو ایک لاکھ گیلن capacity کے ہیں۔ یہ جو سکیم کی completion کی بات کی گئی ہے تو میں وثوق

سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ دو مہینے میں واپڈا کا process complete ہو جائے گا جس میں زمین مل جائے گی اور گرڈ سٹیشن کی construction شروع ہو جائے گی۔نومبر 2007 تک substantial development works انشاء اللہ تعالیٰ complete ہو جائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ایل ڈی اے جب کسی سکیم کا اعلان کرتا ہے اس کا ایک time frame ہوتا ہے۔اب اس time frame سے دگنا سے زیادہ وقت لے چکے ہیں اور اس وقت بنیادی چیزیں کوئی 20 فیصد ہے، کوئی 10 فیصد ہے، کوئی 40 فیصد ہے، کوئی 25 فیصد ہے اور ابھی تک زمین کا قبضہ مکمل نہیں ہوا۔ بجائے اس کے کہ یہ کہیں کہ ہم اس میں مکمل طور پر ناکام ہو گئے ہیں۔ وضاحت کی کیا ضرورت ہے کہ جو چیز آپ نہیں کر سکے اس کی تفصیل میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ کہہ رہے ہیں زمین کا قبضہ لے چکے ہیں۔Services ابھی فراہم کی جا رہی ہیں اس میں کہیں 60 فیصد کہیں 20 فیصد، یہ اس کی بات کر رہے ہیں۔ زمین کا قبضہ لے چکے ہیں اور اس کو regularize کر دیا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ 2001 کی بات ہے اور اب 2007 ہے۔اس نے 2003 میں مکمل ہونا تھا اور اب یہ 2007 میں بھی وضاحت کر رہے ہیں کہ فلاں فلاں چیز 20/30 فیصد ہوئی ہے۔یہ کوئی implementation نہیں ہے۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی توجہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کی طرف دلانا چاہوں گا۔ابھی پرائیویٹ سکیم کا ذکر ہوا کہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نہ صرف گورنمنٹ کی سطح پر اپنی پلاننگ کرتا ہے کہ یہاں پر سرکاری ملازمین، غریب طبقوں یا دیگر لوگوں کے لئے ہاؤسنگ سکیمیں بنائی جائیں بلکہ پرائیویٹ سکیموں پر بھی چیک ہوتا ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں خصوصاً میں پاکپتن کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ وہاں پر پرائیویٹ سکیمیں مشروم کی طرح اُگی ہوئی ہیں وہاں کوئی بنیادی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں، بجلی ہے، سکول ہے، مسجد ہے اور نہ وہاں پر کوئی پارک ہے جبکہ وہ لوگ ان سکیموں سے کروڑوں روپیہ کما کر نکل جاتے ہیں۔ بعد میں ہمارے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ، ہمارے ٹی ایم ایز اور ہمارے دیگر اداروں کی liability بن جاتی ہے۔ ٹی ایم ایز اور ہمارا ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ ان رولز کی پابندی نہیں کر رہا جس کی وجہ سے ان لوگوں کو پیسے بٹورنے کا موقع

ملتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ پرائیویٹ سکیمیں تب تک نہ شروع ہوں جب تک یہ ان سے تمام by laws کی پابندی نہ کروالیں جس میں سکیورٹی بھی ہوتی ہے، جس میں تمام بنیادی سہولتیں بھی مہیا کرنی ہوتی ہیں اور جس میں گورنمنٹ کو تمام ٹیکسز بھی مل جائیں۔

میری گزارش یہ ہے کہ ہر تحصیل اور ضلع کی سطح پر ہمارے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے دفاتر موجود ہیں تو ایسی سکیموں کو کیوں بننے دیا جاتا ہے اور ٹی ایم ایز کیوں این او سی جاری کر دیتے ہیں بلکہ بغیر این او سی کے بھی وہ لوگ بنائے جارہے ہیں۔ ہماری آبادی جو without planning بڑھتی جارہی ہے وہاں گورنمنٹ کوئی سہولت مہیا کر سکتی ہے اور پھر نہ پرائیویٹ سیکٹر کر سکتا ہے تو میں اس حوالے سے چاہوں گا کہ کوئی ایسی پالیسی وضع کی جائے کہ مشروم کی طرح آبادیاں نہ اگیں۔ کوئی بھی رہائشی سکیمیں with the provision of the laws بنائی جائیں۔ وہاں پر پہلے بنیادی سہولیات ہوں پھر وہ آبادی بنے کیونکہ اس سے ہماری آبادیاں اور ہمارے شہر بے ہنگم طریقے سے بڑھ رہے ہیں اور لوگ وہاں سے سکیموں کے نام سے پیسا بنا کر نکل رہے ہیں۔ اس حوالے سے بھی حکومت نوٹس لے اور اس چیز کا سد باب کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تجویز صحیح ہے محکمہ اس تجویز کو دیکھ لے اور آئندہ اس چیز کا خیال رکھیں کہ یہ چیزیں آپ کے نوٹس کے بغیر نہ ہوں۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: ان کے ایماء پر سوال نمبر 7281۔

ملتان، 1998 میں ہونے والے ترقیاتی کاموں کی ریٹس سے زائد ادائیگی اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*7281: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خزانہ پنجاب نے بحوالہ مراسلہ نمبر FD-RO(Tech)2-5/95 مورخہ 30- جون 1998 ریٹس کا نظر ثانی شدہ مجموعی شیڈول 1998 یکم جولائی 1998 سے اس شرط کے ساتھ نافذ کیا ہے کہ اس شیڈول میں موجودہ ریٹس میں کسی قسم کا پریمیئم وصول نہیں کیا جائے گا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایگزیکٹو انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن ملتان نے 12۔اکتوبر 1998 کو 50 کے قریب تعمیراتی کاموں کے ٹینڈرز طلب کئے اور ان تعمیراتی کاموں پر ریٹس کے شیڈول سے 4.5 فیصد تک پریمیئم کی سفارش کی جس کی سپرنٹنڈنگ انجینئر، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل ملتان نے منظوری دی؟

(ج) آیا ایگزیکٹو انجینئر اور سپرنٹنڈنگ انجینئر کے یہ اقدام قواعد کے مطابق ہیں، اگر نہیں تو تقابلی جدول مع مراسلہ منظوری ایوان کی میز پر رکھا جائے نیز تفصیلی سٹیٹمنٹ بھی مہیا کی جائے، جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ ان تعمیراتی کاموں پر کتنا زیادہ پریمیئم ادا کیا گیا ہے، نیز اس امر سے بھی مطلع کیا جائے کہ آیا محکمہ اس معاملے کی انکوائری کرے گا اور قصوروار افسران سے حکومت کو پہنچنے والے نقصان کی رقم وصول کرے گا، نیز محکمہ ان کے خلاف قواعد کارکردگی (نظم وضبط) کے تحت کیا کارروائی کرے گا؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) اس حد تک درست ہے کہ سکیموں کے تخمینہ لاگت بناتے وقت نظر ثانی شدہ سی ایس آر 1998 جو کہ یکم جولائی 1998 سے نافذ کیا گیا کے ریٹس پر کسی قسم کا اضافی پریمیئم نہیں لگایا جائے گا محکمہ خزانہ کا نوٹیفکیشن تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 12۔اکتوبر 1998 کو ایگزیکٹو انجینئر پبلک ہیلتھ ملتان نے 38 سکیموں کے 90 گروپوں کے ٹینڈرز وصول کئے ان میں ٹھیکیداروں کو جو ریٹس دیئے گئے۔ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ان پر 0 تا 4.5 فیصد پریمیئم دیا گیا۔ Delegation of Financial Power Rules1990 میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ سے متعلق صفحہ نمبر 74 پیرا نمبر II فوٹو کاپی تتمہ (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کے تحت تخمینہ لاگت پر 4.5 فیصد زیادہ تک ریٹس دیئے جا سکتے ہیں لہذا ایگزیکٹو انجینئر ملتان کی سفارش پر سپرنٹنڈنگ انجینئر ملتان نے ٹینڈر منظور کئے جو کہ Delegation of Financial Power Rules 1990 کے تحت تفویض کردہ اختیارات کے عین مطابق ہیں۔

(ج) ایگزیکٹو انجینئر اور سپرنٹنڈنگ انجینئر کا یہ اقدام Delegation of Financial power Rules 1990 کے تحت قواعد کے مطابق ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جز (ب) میں فرمایا گیا ہے کہ 4.5 فیصد تخمینہ لاگت پر پریمیئم دینے کی منظوری کا اختیار سپرنٹنڈنٹ انجینئر کو حاصل ہے اور نوٹیفکیشن کا حوالہ دیا گیا ہے۔ پریمیئم دینے کے اختیارات کیا یہ کسی بنیاد پر ہیں یا جس کو چاہیں pick and choose کر کے پریمیئم دینے کا اختیار رکھتے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ پریمیئم دیا گیا ہے اور نہ دیا جاتا ہے۔ یہاں پر بڑا clear جواب ہے کہ ٹھیکیداروں کو جو ریٹ دیئے جاتے ہیں ان پر اگر below rates tenders آئیں تو یہ Financial Powers Rules1990 کے تحت چیف انجینئر کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ negotiation کے ساتھ ریٹ پر 4.5 فیصد اضافہ کر سکتا ہے۔ یہ ریٹس پر پریمیئم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ revised estimate کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: نہیں یہ revised estimate نہیں ہوتا۔ اگر آپ چاہیں تو میں اس کی کاپی مہیا کر سکتا ہوں۔ جب ریٹس آتے ہیں اور لوگ ٹینڈرز بھرتے ہیں تو بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ ریٹ feasible نہیں ہوتے۔ اس پر یہ ہوتا ہے کہ مجاز اتھارٹی کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے اس پر 4.5 فیصد ریٹ بڑھا سکتے ہیں۔ مگر یہ پریمیئم نہیں ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب نے بالکل درست جواب دیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: ماشاء اللہ آج دونوں وزیر تیاری کر کے آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: ان کے ایماء پر سوال نمبر 4619۔

بہاولنگر، ماڈل ٹاؤن کالونی میں انتظامیہ کی عدم توجہی

*4619: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر شہر میں کم آمدنی والے افراد کے لئے ماڈل ٹاؤن کے نام سے ایک کالونی تعمیر کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالونی کی تعمیر، انتظامی معاملات اور دیکھ بھال میں محکمہ ہاؤسنگ عدم دلچسپی کا مظاہرہ کر رہا ہے؟

(ج) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالونی تحصیل انتظامیہ کے حوالے کرنے کو تیار ہے، تاکہ اس کے انتظامی معاملات اور دیکھ بھال کے امور بہتر ہو سکیں اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مجوزہ پالیسی کے تحت سکیم ہذا انتظام و انصرام کے لئے 80-06-11 کو بلدیہ بہاولنگر کے حوالے کر دی گئی۔

(ج) جواب جز (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سکیم کا انتظام و انصرام بلدیہ بہاولنگر کے حوالے کر دیا گیا تھا تو اس میں اب تک کیا کام ہوا ہے اور کیا انتظامی معاملات اور دیکھ بھال میں کوئی بہتری ہوئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! جیسا کہ فاضل ممبر نے پوچھا ہے کہ کیا تبدیلی آئی ہے تو میں یہاں پر یہ بتاتا ہوں کہ 1980 میں یہ سکیم TMA کو سونپ دی گئی تھی۔ اس سکیم میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی مشکلات تھیں۔ یہاں پر 60/70 فیصد کالونائزیشن ہے اور 30/40 فیصد ابھی نہیں ہوئی اور جس طرح ڈیمانڈ بڑھتی جاتی تھی ان مشکلات کا اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ یہ مسئلہ take up کیا گیا اور اب کل تک کی رپورٹ میرے پاس ہے اور وہاں پر واٹر سپلائی کی کوئی شکایت ہے اور نہ سیوریج کی کوئی شکایت ہے۔ یہ دونوں شکایات دور کر دی گئی ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ وزیر ہاؤسنگ ماشاء اللہ آج پورے تیار ہو کر آئے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: You may appreciate the young man.

شیخ اعجاز احمد: جی، جناب سپیکر! میں ایک مسئلے کی طرف ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ فیصل آباد میں گیسٹرو کی شکایت اور وہاں کی واٹر سپلائی کی ناگفتہ بہ حالت کی وجہ سے پچھلے سال 25 کے قریب ہلاکتیں ہوئی تھیں۔اس کے بعد یہاں پر بڑا highly agitate کیا گیا اور ایک کمیٹی بھی فیصل آباد کے حوالے سے بنا دی گئی۔ وہاں پر وزیر موصوف نے ہمارے ساتھ میٹنگز بھی کیں اور سارا معاملہ طے ہوا اور آج میرا تعلق اس بات سے ہے چونکہ بارشیں شروع ہو گئی ہیں اور آنے والے دنوں میں بارشیں ہوں گی تو پھر یہ نہ ہو کہ بقول منیر نیازی کے کہ:

ایک دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو
جب میں ایک دریا کے پار پہنچا تو میں نے دیکھا

میں وزیر موصوف صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ پچھلی مرتبہ بھی جب ہم نے ان سے یہ کہا تھا کہ آئیں وہاں پر وقت سے پہلے حفاظتی اقدامات اختیار کر لیں۔ میرے خیال میں فیصل آباد سے بھی کچھ واسا کے حکام آج گیلری میں بیٹھے ہوں گے تو میں اس موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ پہلے جو معاملہ پیش آیا تھا وہ حالات دوبارہ نہ ہوں اور فیصل آباد جو ریونیو کے اعتبار سے دوسرا اور پاکستان میں آبادی کے اعتبار سے تیسرا بڑا شہر ہے اس میں دریا نہ بہنا شروع ہو جائیں۔اس حوالے سے اگر کوئی تیاری محکمہ واسا نے کی ہے،وزیر صاحب نے پہلے بھی اپنا concern show کیا ہے تو آج بھی مجھے امید ہے کہ وہ اپنا concern show کریں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ سوالوں میں تو نہیں ہے لیکن میرے بھائی نے بات کی ہے تو میں ضرور گورنمنٹ کا point of view بتانا چاہتا ہوں۔ پاکستان کی تاریخ میں آج تک کبھی بھی اتنا بڑا بجٹ واٹر سپلائی اور سیوریج سسٹم کے لئے نہیں رکھا گیا جو اس گورنمنٹ نے رکھا ہے جو کہ 5۔ارب روپیہ ہے۔ اسی شکایت کو دور کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ فنڈ مختص کیا ہے۔ جہاں تک فیصل آباد کی بات ہے تو میں یہ بتاتا ہوں کہ اس وقت جو صورتحال بنی تھی اس کے پیچھے دو وجوہات تھیں۔ ایک وجہ بجلی کا بریک ڈاؤن تھا ہمیں لائنوں میں 24 گھنٹے پانی کو چلتے رکھنا ہوتا ہے تاکہ وہاں پر vacuum نہ بنے۔Vacuum بننے سے زنگ آلودہ پائپوں سے گندہ پانی صارف تک پہنچتا تھا جس کی وجہ سے بیماری پھیلتی تھی۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے جو 5۔ارب روپے کا پروگرام شروع کیا ہے اس سے وہ سارے خراب پائپ جو 50/50 سال پرانے تھے ان کو بدلا جا رہا ہے اور فیصل آباد میں

107 کلو میٹر کا نیا پائپ اس وقت ڈالا جا رہا ہے۔ اگر اب پانی بند بھی ہو جائے تو نیا پائپ ہونے کی وجہ سے گندہ پانی صارف تک پہنچے۔ ایک وجہ میں نے بجلی کے بریک ڈاؤن کی بتائی ہے۔ اس میں جنریٹرز کی کمی تھی۔ اب مون سون شروع ہو رہا ہے ہم نے وہاں پر دس جنریٹر پہلے ہی لے چکے ہیں لہذا وہاں کے پمپنگ سٹیشن پر ہم باقاعدہ طور پر اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ وہاں پر بجلی کی کمی نہ ہو اور باقاعدہ بحال رہے تاکہ پمپنگ سٹیشن باقاعدہ چلتے رہیں اور پانی میں کوئی چیز mix نہ ہو سکے۔ میں اپنے فاضل رکن کو بتاؤں گا کہ ہمیشہ فیصل آباد کی بات انہوں نے بہت خوبصورت طریقے سے کی ہے یہ فیصل آباد کا درد رکھتے ہیں۔ یہ میٹنگز میں بھی آتے رہے ہیں اس پر بھی میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ ہمیشہ وہاں پر موجود رہے۔ انہوں نے اپنے علاقے کی مشکلات مجھ تک ہمیشہ پہنچائیں اب جو نئی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے اس سے میں اپنے بھائی کو آگاہ کرتا ہوں اور اگر اب بھی میرے فاضل بھائی کو کوئی بھی شکایت ہو تو وہ کمیٹی باقاعدہ طور پر براہ راست مجھ سے رابطہ کر سکتی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ اگر کوئی مشکل ہے اور ان کو لگتا ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی چیز رہ گئی ہے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس کو فوراً دور کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں منسٹر موصوف کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑے اچھے طریقے سے فیصل آباد کے حوالے سے بات کی ہے۔ بارشوں کے سیزن سے پہلے واسا کی کارکردگی ایک مرتبہ پھر سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے اور جس طرح میں نے ہمیشہ public interest کی بات کی ہے، اسی طرح اگر وہاں کوئی مسئلہ ہوا تو میں دوبارہ بھی وزیر موصوف کو بتاؤں گا۔ بہت مہربانی

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال تو نہیں ہے لیکن مفاد عامہ سے متعلق میری بات ہے۔ وزیر موصوف کی یہ جو وزارت ہے یہ ماشاء اللہ ان کی وراثتی ہے، پہلے ہمارے بھائی کے پاس بھی یہی وزارت تھی اور اب ان کے پاس ہے۔ یہ ماشاء اللہ بڑے لائق فائق اور ذہین فطین آدمی ہیں اور ہمیں ان نوجوانوں کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے اس لئے میں ان سے صرف یہی گزارش کروں گا کہ اب جہاں پر بھی آپ ہاؤسنگ سکیمیں بنا رہے ہیں، اکثر اخباروں میں آج کل آ جاتا ہے کہ

وہ پانی جو seepage ہوتا ہے وہ brackish water پینے کے قابل نہیں رہتا۔ اس میں یہ واٹر سپلائی سکیمیں تو دے دیتے ہیں مگر پانی کے ڈسپوزل کا خاطر خواہ طریقہ نہیں ہوتا تو میری صرف گزارش یہ ہے کہ جس دیہات میں بھی آپ واٹر سپلائی سکیم دیں تو سب سے پہلے پانی کا بندوبست کریں تاکہ وہ نیچے نہ جائے اور اگر اوپر کنواں بنا کر پمپ لگا دیا جائے تو اس سے محکمے کو آمدنی بھی ہوگی اور seepage جو نیچے پینے والے پانی کو خراب کرتا ہے وہ بھی نہیں ہوگا۔ یہ میری گزارش ہے آپ براہ مہربانی اس چیز کو نوٹ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے شاہ صاحب کا یہ بڑا اہم پوائنٹ ہے تو میرا خیال ہے کہ اس پر نظر ثانی کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: اگر یہ اس کا نوٹس لے لیں تو اس سے پورے ملک کا فائدہ ہوگا۔ آپ کے علم میں بھی ہے اور میرے پاس چونکہ لوکل گورنمنٹ رہی ہے اس لئے مجھے بھی پتا ہے، اس وقت لاہور شہر میں 334 جوہڑ تھے یعنی capital city جو سب کا مشترکہ ہوتا ہے، ہمارا بھی شہر ہے اور آپ کا بھی ہے تو یہاں پر 334 جوہڑ تھے۔ سردار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کے قصور کا حال دیکھیں کہ tannery کے پانی کی وجہ سے اب محکمے کی رپورٹ یہ ہے کہ 60 سال تک بھی اگر ہم پمپ آؤٹ کریں تو قصور کا پانی پینے کے قابل نہیں ہے کیونکہ وہاں پر tannery کے پانی کی وجہ سے اتنی زیادہ seepage ہو چکی ہے۔ یہ مسئلہ پورے ملک کا مسئلہ ہے اس لئے یہ مہربانی کر کے اس چیز کا نوٹس لیں اور آئندہ اس کا کوئی خاطر خواہ انتظام کریں۔ شکریہ

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میرے فاضل رکن میرے بزرگ بھی ہیں اور میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے اور ہمیشہ سلامت رکھے۔ میں یہ بتاتا چلوں کہ یہ جو سوال کیا گیا ہے تو جو میرے ڈیپارٹمنٹ کی vicinity ہے وہ صرف واسا کے اوپر base کرتی ہے اور میرا کام واسا سے connected ہے۔ جہاں تک رورل ایریا کی بات ہے یہ بالکل درست بات کر رہے ہیں۔ جہاں پر brackish water ہے وہاں پر ہم پانی کے لئے PCWRSS کے تحت ایک نیا سسٹم دے رہے ہیں، چونکہ اس کے متعلقہ منسٹر سردار صاحب ہیں تو اگر تو وہ مجھے اجازت دیتے ہیں تو میں اس حوالے سے کچھ بتا دیتا ہوں اور پھر بعد میں اگر وہ اس کو جاری کرنا چاہیں تو کر لیں تو میں بتاتا ہوں کہ پنجاب کمیونٹی واٹر سپلائی سکیمیں (PCWRSS) جو ہیں وہ پورے پنجاب میں شروع کی گئی ہیں، یہ ساڑھے سات سو سکیمیں ہیں، پانچ سو نئی سکیمیں ہیں اور اڑھائی سو پرانی

سکیمیں ہیں جن کو ہم نے شروع کرنا ہے۔ میں یقین کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ جہاں پر کیمونٹی موٹیویٹرز لگائے گئے ہیں جو ٹیم دی گئی ہے وہ اسی چیز کو مدنظر رکھتی ہے کہ جس ایریا میں brackish water ہے اس میں وہ سکیم دی جائے۔ ADP کا بنیادی موقف ہی یہ ہے کہ جہاں پر brackish water ہے وہاں پر اس سکیم کو لگایا جانا چاہئے۔ آپ دیکھیں گے کہ اربن ایریاز میں وہ سکیمیں نہیں لگ سکتیں وہ صرف رورل ایریاز ہیں۔ میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ محکمہ پچھلے ڈیڑھ دو سال سے میرے پاس نہیں ہے لیکن جو انفارمیشن میرے پاس ہے اور جو میں نے سروے کروایا ہے، یہ ایریاز وہی defined کئے جاتے ہیں جہاں پر پانی پینے کے قابل نہیں ہے۔ اس میں جو digging ہوتی ہے یہ ساڑھے چار سو سے پانچ سو فٹ نیچے تک لے کر جاتے ہیں اور وہاں سے پانی نکالا جاتا ہے جو پینے کے قابل بھی ہوتا ہے پھر باقاعدہ طور پر سپلائی گھروں تک پہنچائی جاتی ہے اور اس کو مانیٹر بھی کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن پھر بھی اگر میرے فاضل رکن کوئی ایریا defined کرتے ہیں کہ جس میں کوئی سکیم دی گئی ہو اور وہاں پر ابھی بھی پانی صحیح نہ پہنچ رہا ہو تو definitely اس پر باقاعدہ funding بھی ہے اور منسٹر صاحب اس پر آپ کو بتا بھی دیں گے کہ اس پر ایکشن پلان کیا جاتا ہے اور باقاعدہ اس سکیم کو بہتر کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں شاید ان کو پورے طریقے سے سمجھا نہیں سکا۔ میں اس پانی کی بات کر رہا تھا کہ جہاں آپ واٹر سپلائی سکیم لگاتے ہیں تو جو تھوڑا بہت فلش یا دوسرا disposable پانی ہوتا ہے تو پہلے تو وہ easily کھیتوں میں absorb ہو جاتا تھا کیونکہ پہلے hand pump ہوتے تھے اور ڈنکی پمپ وغیرہ نہیں ہوتے تھے۔ اب جیسے آپ ہر دیہات میں واٹر سپلائی سکیم دے رہے ہیں اور پھر فلش سسٹم بھی تقریباً ہر دیہات میں آ رہا ہے تو اس کا جو پانی نیچے جاتا ہے وہی نیچے صاف پانی کو خراب کر رہا ہے، میری یہی گزارش تھی۔ جو یہ فرما رہے ہیں وہ تو ٹھیک ہے کہ جہاں پر brackish water ہے وہاں تو آپ پیسے رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا مقصد ہے کہ دونوں پانی mix ہو جاتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جی ہاں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ جو گھروں سے فلش اور دوسرا پانی dispose ہوتا ہے اس کو اس طریقے سے کریں کہ بجائے اس کے کہ وہ پائپ کے ذریعے نیچے جائے اور صاف پانی کو خراب کرے۔ اگر اوپر کنواں لگ جائے تو اس سے جب پانی کھیتوں میں جائے گا تو اس سے آمدنی بھی ہو گی اور نیچے seepage بھی نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! شاہ صاحب چونکہ بار بار یہ ذکر کر رہے ہیں جیسے منسٹر صاحب نے کہا کہ بد قسمتی یہ ہے کہ یہاں پر یہ سوالات آتے ہیں۔ جب ہم فیلڈ میں جاتے ہیں تو ہم نے وہ چیز adopt کرنی ہوتی ہے جو ہمارے نوٹس میں لائی جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس محکمے پر، واٹر سپلائی اور صاف پینے کے پانی اور سیوریج کے لئے پچھلی حکومتوں نے اس پر کبھی توجہ نہیں دی۔ میں آپ کو عرض کرتا چلوں کہ اس tenure میں پنجاب کو ورلڈ بنک اور ایشین بنک نے اس بات پر شیلڈ دی ہے کہ ساڑھے سات سو سکیمیں انہوں نے ہمیں دی تھیں اور ہم نے 770 سکیمیں ان کو مکمل کر کے دی ہیں۔ یہ جو ہمارا ٹارگٹ تھا کہ جون 2007 تک پنجاب میں ہم نے 79 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنا ہے اور الحمد للہ ہم نے وہ ٹارگٹ achieve کیا ہے۔ شاہ صاحب جو فرما رہے ہیں اس حوالے سے میں ان کو ایک چیز عرض کرتا چلوں کہ جب سے یہ میرے پاس portfolio آیا ہے، میں نے ان کے ڈسٹرکٹ میں بھی ہر ضلع کے ہر گاؤں کو جا کر visit کیا ہے اور وہاں میں نے یہ دیکھا ہے کہ جہاں لوگوں کو اس قسم کی شکایات تھیں ہم نے وہ دور کی ہیں۔ ان کا فرمان اپنی جگہ پر بجا ہے لیکن seepage کا جو پانی ہے وہ ساڑھے چار پانچ سو فٹ نیچے تک جا کر mix نہیں ہوتا۔ ہم نے اس دفعہ ہر ضلع میں چالیس چالیس لاکھ روپے دے کر لیبارٹریاں قائم کی ہوئی ہیں کہ اگر کسی جگہ پر پانی خراب ہے تو وہ لوگ فوری طور پر وہاں جا کر اس کا تجزیہ کروالیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ جو فلش کا یا دوسرا پانی ہوتا ہے اس کی seepage ستر فٹ یا سو فٹ تک تو جا سکتی ہے لیکن ساڑھے چار سو یا پانچ سو فٹ تک نہیں جا سکتی۔ ہم جس جگہ کا بور کرتے ہیں وہ تب کرتے ہیں جب تک کہ کسی جگہ کی رپورٹ نہیں آجاتی کہ یہ پانی پینے کے قابل ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ بات ٹھیک ہے کہ یہ تین سو فٹ بور کرتے ہیں مگر عام آدمی جو ہینڈ پمپ لگاتا ہے آپ کو بھی پتا ہے کہ وہ کتنا بور کرتا ہے۔ ہمارے علاقے میں تو 16 فٹ پر پانی آجاتا ہے اب منسٹر صاحب خود فرما رہے ہیں کہ ستر فٹ تک اس کی seepage ہو سکتی ہے تو اس لئے میرا مقصد یہی تھا کہ ہم ان کے نوٹس میں لے آئیں۔ ہمارا صرف اعتراض نہیں ہے بلکہ میں ان کو ایک انفارمیشن اور اپنا نقطہ نظر بیان کرنا چاہتا ہوں، آگے اس پر جو یہ مناسب سمجھیں گے وہ کریں۔ گورنمنٹ کے حوالے سے تو انہی کا تسلسل رہا ہے باقی کون سی گورنمنٹ رہی ہے، پہلے بھی یہ ماشاء اللہ ڈپٹی سپیکر تھے اور سارا کچھ تھے اور آج بھی منسٹر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب!آپ بھی تو گورنمنٹ میں تھے اور لوکل باڈیز کی منسٹری آپ کے پاس تھی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہماری coalition گورنمنٹ تھی۔ اس میں بھی انہی کی باقیات کے ساتھ ہم coalition گورنمنٹ میں تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلکہ آپ اس وقت بڑے strong منسٹر تھے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! انہی کی باقیات کے ساتھ ہم coalition گورنمنٹ میں تھے، انہی کے دوست تھے اور انہی کے آدمی تھے اسی لئے تسلسل تو انہی کا ہی چل رہا ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت 1977 کے بعد آج تک پنجاب میں نہیں آئی۔ اگر پہلے دن انہوں نے نوٹس نہیں لیا تو allegation تو ان پر آتا ہے۔ اب اگر کر رہے ہیں تو بڑی مہربانی۔ چلو صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو یہ بھی بڑی بات ہے۔ چلو ان کو احساس تو ہو گیا کہ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے ہم یہ کر رہے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ یہ میرے سینئر ہیں اور میں نے ہمیشہ ان سے روشنی حاصل کی ہے لیکن آج مجھے سن کر خوشی ہوئی ہے کہ ان کی گورنمنٹ کبھی نہیں رہی۔ جن کو عوام رد کر دیں اس میں ہمارا کیا گناہ ہے۔ عوام ہمیشہ ان کو منتخب کرتے ہیں جو ان کے لئے کام کریں۔ بڑی خوبصورتی سے انہوں نے یہ confession کیا ہے اور سید نے جب confession کر لیا ہے تو مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال تو یہ تھا کہ بہاولنگر میں جو low income scheme ہے اس کا کیا حشر ہے جس کا محکمہ نے جواب یہ دیا ہے کہ وہ ہم نے ٹی ایم ایز کو دے دی ہوئی ہے۔ یہ صرف ایک جگہ پر نہیں ہے بلکہ یہ policy matter ہے اور کچھ عرصے کے بعد یہ ٹی ایم ایز کو handover کر دیتے ہیں اس کے بعد ان کا پرسان حال نہیں ہوتا۔ ہمارے ہاں پاکپتن میں بھی گرین ٹاؤن کی ایک low income scheme بنی ہوئی ہے جہاں کا سیوریج سسٹم کام کرتا ہے، ٹرانسفارمرز ہیں، بجلی کا کوئی سسٹم ہے اور روڈز کی بھی بہت بری حالت ہے۔

ہمارے ضلع پاکپتن میں صرف ایک واحد سرکاری low income سکیم ہے جو رہائشی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا سوال یہاں پر تو نہیں ہے۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ اسی سے ہی متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں یا تو آپ کا سوال ہو تو آپ اس پر بحث کریں۔ جن کے سوال ہیں ان کو تو پوچھنے دیں۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں محکمہ کی ہی بات کر رہا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: I can't allow you to go out of question.

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میں پنجاب کی سطح پر بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بات صحیح کی ہے لیکن اب جن کا وقت مقرر ہے میں ان کو ٹائم دوں گا۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا اسی سے متعلقہ ایک سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کہہ دیا ہے That is understood۔ آپ تو نیا سوال پوچھ رہے ہیں۔ آپ منسٹر صاحب سے مل لیں اور ان سے discuss کر لیں۔ اگلا سوال 7304 بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن صاحب کا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: ان کے ایماء پر سوال نمبر 7304۔

واٹر سپلائی سکیم ساہنگ، گوجر خان لاگت اور تکمیل سے متعلقہ تفصیل

*7304: بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی تحصیل گوجر خان یونین کونسل ساہنگ میں واٹر سپلائی ساہنگ (ڈیرہ سیداں) کب شروع کی گئی تھی؟

(ب) اس پر اب تک کتنا کام مکمل ہو چکا ہے اور کتنا روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے؟

(ج) اس سکیم کی تکمیل میں کتنا مزید وقت لگے گا؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) رورل واٹر سپلائی سکیم ساہنگ ڈیرہ سیداں 1990 میں شروع ہوئی تھی۔

(ب) 2001 تک اس سکیم پر دو پانی کے کنویں بجلی کا کنکشن ڈسٹری بیوشن پائپ اور کچھ کام رائزنگ مین لائن کا کیا گیا تھا اور اس کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز آنا بند ہو گئے، کیونکہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن میں ضم ہو گیا تھا لہذا اس سکیم کا بقایا کام ٹی ایم اے تحصیل گوجر خان نے کروانا تھا۔ اس سکیم پر تقریباً چالیس لاکھ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے۔

(ج) بقایا کام کوٹی ایم اے گوجر خان نے مکمل کروانا ہے اور اس کی تکمیل کے وقت کا بھی وہی تعین کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (الف) اور (ب) میں تسلیم کیا ہے کہ 1990 کے اندر واٹر سپلائی سکیم کا آغاز ہوا تھا اور چالیس لاکھ روپیہ اس پر خرچ ہو چکا ہے اور آج 17 سال گزرنے کے باوجود وہ واٹر سکیم operative نہیں ہے۔ اس کی ذرا منسٹر صاحب وضاحت فرما دیں کہ 17 سال سے چالیس لاکھ روپیہ جو ایک سکیم پر لگا ہے وہ مکمل کیوں نہیں ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب والا! یہ بالکل درست ہے۔ یہاں پر میں یہ عرض کر دوں کہ جب یہ سکیم شروع ہوئی اس میں یہ پیسا لگا آپ کو بھی معلوم ہے کہ جب سکیمیں چلتی ہیں اور جب فنڈز میں کوئی کمی بیشی ہوتی ہے تو بعض اوقات جو tenure ہوتا ہے، جو ٹارگٹ ہوتا ہے اس تک پوری نہیں ہو سکتیں۔ اب آپ اس کو جب بھی کہہ لیں کہ 2001 کے بعد یہ سارا سسٹم devolution کے تحت TMA کے پاس چلا گیا۔ اب اس کو مکمل کرنا یا نہ کرنا یہ TMA کی ذمہ داری ہے یہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی ذمہ داری نہیں رہی۔ ہاں اس میں یہ ضرور ہے کہ اگر کسی شخص نے اس دوران کسی دوست نے، کسی معزز ممبر نے، کسی پبلک کے آدمی نے آ کر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں یہ بتایا ہوتا کہ یہ چیز ہمیں چاہئے، جیسے میں بر بنائے تذکرہ عرض کر دوں بے شمار جگہوں پر ایسا

ہوا ہے۔اس پر جا کر ہم نے انسپیکشن کی اور جو ہم نے دیکھا کہ TMA نے کہیں جواب دے دیا ہے کہ یہ سکیم ہم نہیں چلا سکتے، ہم نہیں دے سکتے، ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں یا ہم اس کو مکمل نہیں کر سکتے۔اس کو دوبارہ محکمہ میں take up کر کے مکمل کیا ہے۔اس سکیم کے سلسلے میں آج تک ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں کوئی ایسی بات نہیں کی گئی کہ بھئی یہ سکیم آپ مکمل کریں یا نہ کریں۔جب تک ہمارے پاس کوئی ایسی information نہیں آئے گی، ہمیں یہ نہیں کہا جائے گا اس وقت ہم سمجھتے ہیں کہ constitutionally اور قانون کے تحت جس محکمے کی ذمہ داری ہے یہ اس نے ہی پوری کرنی ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہم نے یہ بات کی ہے کہ 17 سال سے ایک پراجیکٹ پر چالیس لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور اس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔اب یہ کہتے ہیں کہ جب محکمے dissolved کر دیئے گئے، محکمے جو ہیں وہ ضم کر دیئے گئے۔ضم کرتے ہوئے بھی یہ کہا گیا تھا کہ جو سکیمیں چل رہی ہیں وہ سابق محکمے مکمل کریں گے اور پھر ان کو project آگے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! ایک دوسری بات ہے وہ یہ کہ 17 سال تک 40 لاکھ روپیہ wastage of money ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔اب 70۔ارب روپے کا حکومت نے سپلیمنٹری بجٹ دیا ہے۔سپلیمنٹری بجٹ کا basic idea یہ ہے کہ جب کوئی wastage of money ثابت ہو رہی ہو کہ کوئی پیسا لگ چکا ہے، سکیم کسی وجہ سے مکمل نہیں ہوئی تو اس پر اضافی رقم لگا کر اس کو operative کر دیا جائے تو پھر کہا جائے کہ یہ ہم نے ادھر خرچ کیا ہے۔اب 70۔ارب روپیہ انہوں نے وزیر اعلیٰ ہاؤس کی maintenance اور ہیلی کاپٹر کی maintenance پر اور مری میں وزیر اعلیٰ ہاؤس کی maintenance پر لگا دیا ہے۔اس سکیم کے لئے جس کا تعلق ایک یونین کونسل کے عوام کو صاف پانی کی فراہمی سے ہے اس پر ایک پیسا نہیں لگایا اب اس کو operative کرنے کے لئے بمشکل دو، چار یا پانچ لاکھ چاہئے ہوں گے۔اب basic جو budget کا concept ہے۔ اس کو 70۔ارب روپے تک violate کر دیا ہے اور 17 سال سے غریب عوام کا یہ 40 لاکھ روپیہ 1990 میں لگا ہے اور اس وقت بھی ہمارے انہی بھائیوں کی حکومت تھی تو اب یہ جو محکمے ضم ہوئے ہیں وہ بھی 8 سال بعد ہوئے ہیں۔اس وقت کا بھی جواب اگر آج دینا چاہیں تو دے دیں لیکن یہ بتائیں کہ کیا یہ کسی محکمے کی بڑی اچھی اہلیت ہے کہ 17 سال سے 40 لاکھ روپیہ لگا ہوا ہے اس کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔شکریہ

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! ایک چیز سے مجھے اتفاق مگر یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ ہر بات پر ہی کہا جائے کہ ان کی حکومت ہے۔ میں پھر عرض کردوں کہ حکومت رہی ہے، عوام کی رہی ہے، عوام نے منتخب کیا۔ یہ جو بات فرما رہے ہیں میں ان کو ایک مثال دیتا ہوں جو انہوں نے پہلے کہا تھا کہ ہمارے پاس information نہیں یا یہ بات نہیں آئی۔ بے شمار سکیموں کے پیچھے کیا چیز ہے یہ تو جب ہمارے پاس بات آئے گی تو جاکر دیکھیں گے۔ اگر میرے بھائی اس کا ذمہ لے لیں اور مجھے بتائیں میں موقع پر چلتا ہوں۔ وہاں پر جاکر یہ پتا کر لیتے ہیں کہ یہ کیوں ہوا۔ ان کی اطلاع کے لئے میں عرض کردوں کہ پچھلے دنوں میں شیخوپورہ میں ایک سکیم پر گیا۔ وہاں پر بھی یہ شور تھا کہ جناب! یہ مکمل نہیں ہو رہی، ایس ڈی او یہ کر گیا، ایکسیئن یہ کر گیا اور وہ کر گیا۔ میں موقع پر گیا اور وہاں جو ہمارے عوام کے نمائندے ہیں ایم این اے صاحبان اور ایم پی اے صاحبان، ان دوستوں کو موقع پر میں نے جاکر عرض کیا کہ بتایئے۔ اب پتا یہ چلا کہ وہ سکیم اس لئے بند پڑی ہوئی ہے کہ وہاں ہمیں جگہ ہی نہیں دی جا رہی کہ اس کا disposal کس سائیڈ پر لے کر جائیں۔ جب میں نے ان سے یہ درخواست کی کہ disposal کے لئے آپ ہمیں جگہ آج دیں اور آئندہ پندرہ دن میں ہم سے یہ سکیم مکمل لے لیں۔ وہاں انہوں نے وعدہ کر لیا لیکن آج تین چار ماہ گزر گئے۔ پریس کانفرنس ضرور آتی ہے کہ جناب! یہ مکمل نہیں ہو رہی۔ وہ کیسے ہم مکمل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اس سکیم کے سلسلے میں مجھے علم نہیں ہے۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ وہاں کس وجہ سے یہ delay ہوا لیکن میرے دوست اگر یہ سمجھتے ہیں مجھے بتائیں۔ جس دن اجلاس ختم ہوتا ہے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہاں سے ہم سیدھے وہاں جائیں گے۔ وہاں جاکر ہم دیکھ لیتے ہیں کہ اس میں بات کیا ہے؟ ہم نے بتایا ہے کہ یہ TMA کا مسئلہ ہے اور TMA اس کی ذمہ دار ہے اور اگر یہ سمجھتے ہیں میں موقع پر جاکر اگر کوئی رکاوٹ ہے تو وہ دور کر دیتے ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سردار صاحب سینئر ترین آدمی ہیں۔ سردار صاحب کہتے ہیں کہ ہم وہاں جائیں اور ہم وہاں پر یہ پتا کریں کہ یہ مکمل کیوں نہیں ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں آپ کی مدد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ جب کہیں میں موقع دیکھنا چاہتا ہوں اور وہاں جاکر مسائل کو حل کروں گا۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! دو سال پہلے یہ سوال کیا گیا تھا محکمے کو چاہئے تھا کہ محکمے کا عملہ اس کی مکمل detail دیتا کہ یہ کیوں رکی ہوئی ہے اس کی بجائے ہم یہ کہیں کہ آپ ہمارے

ساتھ چلیں ہم آپ کو دکھاتے ہیں اور پتا کرتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا؟ کیا یہ wastage of money نہیں ہے کہ چالیس لاکھ روپیہ 17 سال سے لگا ہوا ہے اور کسی کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ یہ irrelevant باتیں ہیں کہ ہم جائیں گے، پتا کریں گے۔ محکمہ تنخواہ کس چیز کی لیتا ہے کہ جو محکمے کے آفیسرز اس ضلع میں ہیں انہوں نے رپورٹ کیوں نہیں دی کہ کیوں رُکی ہوئی ہے؟ اگر انہوں نے نہیں دی تو ان سے رپورٹ کس نے لینی ہے۔ ہاؤس کو تو رپورٹ چاہئے تو وہ محکمہ دے گا۔ اگر محکمے کے اس ڈسٹرکٹ کے لوگوں نے رپورٹ نہیں دی تو بجائے یہ کہا جائے کہ MPAs وہاں جا کر پتا کریں اس کا مطلب ہے کہ وہ محکمے والے ان کی بات نہیں مانتے اور یہ 40 لاکھ روپیہ 17 سالوں سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں دے رہا اور لگا ہوا ہے اور یہاں پر سپلیمنٹری بجٹ میں سے چھوٹی سی گرانٹ دے کر اس کو operative کیا جا سکتا تھا۔ محکمہ ٹی ایم اے کے ذمے کر دینے سے بھی ہمارے محکمے کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی کہ ضم کرنے سے پہلے کہا گیا تھا کہ جو سکیمیں ابھی چل رہی ہیں اس کو وہی محکمہ مکمل کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بجا ہے لیکن 17 سال سے جو نمائندے وہاں موجود تھے، ان کا بھی فرض ہے کہ وہ اس کو pursue کریں۔ صرف یہاں سوال اٹھانے سے بات نہیں بنتی۔ نولاٹیا صاحب! آپ کا تو یہ حلقہ ہے نہیں اور جن کا یہ حلقہ ہے اور جو وہاں سے 17 سال سے ایم پی اے بنتے رہے ہیں، یہ ان کا بھی فرض ہے کہ وہ اس کو pursue کریں اور اگر متعلقہ منسٹر یا ڈیپارٹمنٹ اس وقت ایکشن لیتے تو آج یہ مکمل ہو چکا ہوتا۔ اس میں ہمارے اپنے نمائندوں کی بھی کمزوری ہے۔ ہر نمائندے کا فرض ہے جو ووٹ لے کر آتا ہے، وہ اپنے حلقے کو defend کرے اور سوال بعد میں کرے۔ اگر وہ اپنے حلقے کو defend نہیں کر سکتا تو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ یہاں بیٹھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

And this is my ruling for future as well. Every Member who is an MPA over here and who has been elected by the people should defend them and if he cannot defend he should resign. I should also tell the Department that they should look into it that such thing should not happen in future.

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! منسٹر موصوف سے ٹائم فریم کی assurance لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن کا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کی رولنگ کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ جناب نے فرمایا ہے کہ ہر ایم پی اے کا فرض ہے کہ وہ نشاندہی کرے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نشاندہی کا نہیں بلکہ implement کہا ہے۔ وہ توجہ دیں اور میں مشکور ہوں ان ممبران کا اور وہ قابل تحسین ہیں جو یہاں پر سوالات raise کرتے ہیں لیکن جو نمائندہ جس حلقے کا ہے اس کا بھی یہ فرض ہے کہ اس کے پیچھے لگے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر گورنمنٹ اس کو فنڈ نہیں دیتی تو پھر وہ کیا کرے گا، کس طرح نشاندہی کرے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ گورنمنٹ تمام پاکستانیوں کی گورنمنٹ ہے، پنجاب کی گورنمنٹ ہے اور کسی ایک فرد کی گورنمنٹ نہیں ہے۔ سب کی اصلاح کے لئے ہے اور کسی کا کام نہیں ہوتا تو وہ اگر یہاں پر آ کر بات کرتا ہے تو لا محالہ جیسے منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں "میں جانے کے لئے تیار ہوں" اس سے زیادہ وہ اور کیا کریں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کئی مرتبہ نشاندہی کی گئی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب منسٹر صاحب آپ کے پاس جانے کے لئے تیار ہیں اور آپ کے حکم پر جانے کو تیار ہیں، آپ کا کام کرنے کو تیار ہیں. This is the way it should be done آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): میرے سوال کا نمبر 4634 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

L.D.A، 2002 تا حال بھرتی کی تفصیل

*4634: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں 2002 سے آج تک کتنے ملازمین مستقل، ورک چارج اور ایڈہاک بھرتی کئے گئے ان کے نام، عہدہ جات، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان کی جائے؟

(ب) اگر بھرتی کے وقت اخبار میں اشتہار دیا گیا تو اخبار کا نام اور تاریخ بتائی جائے؟

(ج) کیا مذکورہ بھرتیاں قواعد کے تحت میرٹ پر یا کسی کی سفارش اور دباؤ کے تحت ہوئیں؟

(د) اگر مذکورہ بھرتیاں قواعد سے ہٹ کر ہوئیں تو کیا حکومت خلاف قواعد بھرتی ہونے والے ملازمین کو ریگولر کرنے یا ملازمت سے نکالنے اور ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) 2002 سے آج تک ایل ڈی اے میں صرف ایک فرد کو بھرتی کیا گیا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام	فرحت عباس
ولد	محمد حیات گوندل
سکیل	BS-5
تعلیم	میٹرک

(ب) گورنمنٹ نوٹیفکیشن مورخہ 93-08-28 کے تحت دوران سروس فوت شدہ ملازمین کے بچوں کو سروس میں رکھنے کے لئے اخبار میں تشہیر وغیرہ کو مدنظر رکھنا ضروری نہ ہے۔

(ج) مذکورہ بھرتی میرٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبری SOR-III-2-42/92 مورخہ 93-08-28 رولز A-17 کے تحت بغیر کسی دباؤ کے کی گئی۔

(د) ایل ڈی اے کے ایک آفیسر محمد حیات گوندل (مرحوم) ڈپٹی ڈائریکٹر کو دوران سروس شرپسند عناصر نے قتل کر دیا لہذا ان کے بیٹے کو ایل ڈی اے نے عمر میں رعایت دیتے ہوئے مذکورہ نوٹیفکیشن کے تحت قواعد کے مطابق بھرتی کیا۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ عمر میں کتنی رعایت دی گئی ہے اور اس کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔جناب سپیکر! یہ بھرتی A-17 رولز کے تحت ہوئی ہے اور میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ A-17 کے تحت اگر حاضر ڈیوٹی آفیسر یا ملازم فوت ہو جائے تو اس کے بچے یا بیٹے کو ہم نوکری دیتے ہیں اس رول کے تحت تو اس میں relaxation of age کی provision ہے۔اگر اس کے بیٹے کی عمر پانچ سال تک زیادہ ہے تو ہم باقاعدہ طور پر A-17 کے تحت اس کو accommodate کرتے ہیں۔اسی رول کے تحت بھرتی ہوئی اور اسی کے تحت عمر میں رعایت دی گئی۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): وزیر موصوف نے فرمایا کہ عمر میں رعایت پانچ سال دی جا سکتی ہے لیکن میں particular اس کیس کے متعلق پوچھ رہا ہوں کہ جسے بھرتی کیا گیا ہے، اس کی کتنی عمر زیادہ تھی اور اس کو کتنی رعایت دی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا وہ ان کا بیٹا تھا جو فوت ہو گئے ہیں؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جی، جناب سپیکر! وہ اس کا بیٹا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر ان کا بیٹا کام پر لگ گیا ہے تو لگنے دیں یہ تو ایک اجر عظیم ہے۔کسی کے روزگار کے بارے میں آپ نہ کہیں۔جس کی روزی لگ گئی ہے تو لگ گئی۔آپ ایسی بات نہ کریں۔یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب محمد وقاص صاحب کا ہے، تشریف نہیں رکھتے، یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا ہے۔جی۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 4635 کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

واسا لاہور میں 2002 تا حال بھرتی کی تفصیل

*4635: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) واسالاہور میں 2002 سے آج تک کتنے ملازمین مستقل، ورک چارج اور ایڈہاک بھرتی کئے گئے، ان کے نام، عہدہ جات، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان کی جائے؟

(ب) اگر بھرتی کے وقت اخبار میں اشتہار دیا گیا تو اخبار کا نام اور تاریخ بتائی جائے؟

(ج) کیا مذکورہ بھرتیاں قواعد کے تحت میرٹ پر یا کسی کی سفارش پر ہوئیں؟

(د) اگر مذکورہ بھرتیاں قواعد سے ہٹ کر ہوئیں تو کیا حکومت خلاف قواعد بھرتی ہونے والے ملازمین کو ریگولر کرنے یا ملازمت سے نکالنے اور ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ایڈمن فیلڈ سٹاف نے جنوری 2002 تا 31-مارچ 2004 جتنے مستقل ملازمین بھرتی کئے ان کی تفصیل ضمیمہ (1) پر درج ہے اور واسا میں آج تک جتنے ورک چارج ملازمین بھرتی کئے گئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اور واسا میں ایڈہاک پر کوئی بھرتی نہیں ہوئی ہے۔

(ب) بھرتی کے وقت اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا۔

1۔ نوائے وقت	07-05-2000
2۔ ڈان	16-06-2000
3۔ جنگ	19-06-2000

(ج) یہ بھرتیاں قواعد کے تحت میرٹ پر ہوئیں۔

(د) مذکورہ بھرتیاں قواعد کے تحت اور میرٹ پر ہوئیں لہذا محکمہ ان کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہیں کرنا چاہتا۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): ضمنی سوال یہ ہے کہ اخبار میں ملازمت کے لئے دیئے جانے والے اشتہار میں صرف پانچ اسامیاں تھیں جبکہ بھرتی 45 افراد ہوئے ہیں تو باقی پوسٹوں کے لئے اشتہار کیوں نہیں دیا گیا تھا اور کن رولز کے تحت ان کی بھرتی کی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ یہ 73 بھرتیاں بھی 17-A کے تحت کی گئیں آرڈر چونکہ 1993 کے بعد سے تھا اور اس میں 2005 میں نئے آرڈر

کے تحت ٹوٹل افراد 170 بھرتی ہوئے اور جو آفیسر زدوران ڈیوٹی فوت ہو چکے تھے ان کے بچوں کو till the day WASA was set up اب تک جن کو accommodate کیا گیا ہے یہ ان نوکریوں میں سے ہیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ فہرست علیحدہ ہے۔ جس میں 21 افراد کی بھرتیاں کی گئی ہیں جن کے والد فوت ہو گئے تھے لیکن دوسرے 45 ہیں اور حکومت کی طرف سے اخبار میں اشتہار صرف پانچ اسامیوں کا ہے۔ میرے پاس اشتہار کی کاپی ہے جس میں صرف پانچ اسامیوں کا ذکر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پانچ کس چیز کی ہیں؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک اسامی اسسٹنٹ فیلڈ انسپکٹر اور دو جونیئر آپریٹرز کی ہیں جبکہ اس اشتہار کے خلاف تقریباً 45 لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ مختلف اشتہارات ہوں گے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ علیحدہ ہیں اور ان کی فہرست بھی علیحدہ ہے۔ اس میں categorically یہ نہیں بتایا گیا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ٹوٹل 170 لوگوں کی بھرتی ہوئی ہے تو یہ مختلف اشتہارات ہوں گے اور یہ ایک اشتہار آپ کے پاس ہے اس میں پانچ اسامیاں ہیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو اشتہار لف کئے گئے ہیں ان میں صرف پانچ کا ذکر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سلسلے میں آپ وزیر موصوف سے مل لیں۔ اگر آپ مطمئن نہیں ہوتے تو دوبارہ اسے پوائنٹ آؤٹ کر دیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں کیسے مطمئن ہوا جا سکتا ہے۔ پانچ کا اشتہار ہے اور بندے 45 بھرتی ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس سلسلے میں منسٹر صاحب سے مل لیں اور اگر اشتہار بھی مل جائیں تو ٹھیک ورنہ آپ دوبارہ بھی سوال کر سکتے ہیں لہذا میں اس سوال کو dispose of کرتا ہوں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے جاتے ہیں۔ Well done Youngman. Well done!

(نعرہ ہائے تحسین)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

بورے والا۔2002تا2005، پبلک ہیلتھ کے منصوبہ جات سے متعلق تفصیلات

*7061: ڈاکٹر نذیر احمد منٹھو ڈوگر: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ بورے والا نے2002سے یکم جون2005تک جو منصوبے پاس کئے، ان کے نام، تخمینہ لاگت اور ان منصوبہ جات کو مکمل کرنے والے ٹھیکیداران کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنے منصوبہ جات کا تخمینہenhanceکیا گیا، ان کے نام اور enhancementکی رقم کی تفصیل، نیز یہenhancementقانونی طور پر کی گئی؟

(ج) آج تک ان منصوبہ جات میں سے کتنے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک زیر تکمیل ہیں، تفصیل الگ الگ دی جائے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) 2002تا2005، پبلک ہیلتھ کے منصوبہ جات جو پاس ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سیریل نمبر	نام سکیم	تخمینہ لاگت	نام ٹھیکیدار
1۔	سیوریج سکیم لگو	4.006	علی رضا بلڈرز بوریوالہ
2۔	رورل ڈرینج سکیم375/EB	2.572	رانا بلڈرز بوریوالہ

3۔	رورل ڈرینج سکیم124/EB	3.880	القیوم اشرف بلڈرز بوریوالہ
4۔	رورل ڈرینج سکیم231/EB	8.910	عاشق شیر گورنمنٹ کنٹریکٹر بوریوالہ
5۔	رورل ڈرینج سکیم189.EB	5.570	عثمانیہ کنسٹرکشن کمپنی ساہیوال
6۔	رورل ڈرینج سکیم419/EB	2.120	کاشف انٹر پرائیزز بوریوالہ
7۔	رورل ڈرینج سکیم419/EB	2.120	کاشف انٹر پرائیزز بوریوالہ
8۔	رورل ڈرینج سکیم239/EB	5.120	نذر محمد اینڈ کو گورنمنٹ کنٹریکٹر عارف والہ
9۔	رورل ڈرینج سکیم104/EB	4.866	توفیق احمد چشتی اینڈ کو گورنمنٹ کنٹریکٹر شیخ فاضل بوریوالہ
10۔	رورل ڈرینج سکیم203/EB	4.541	غلام فرید جوئیہ گورنمنٹ کنٹریکٹر گگو، بوریوالہ
11۔	رورل ڈرینج سکیم289/EB	7.370	ظفر علی طور اینڈ کو گورنمنٹ کنٹریکٹر بوریوالہ
12۔	رورل ڈرینج سکیم136/EB	3.349	عاشق شیر گورنمنٹ کنٹریکٹر بوریوالہ
13۔	رورل ڈرینج سکیم327/EB	5.187	عاشق شیر گورنمنٹ کنٹریکٹر بوریوالہ
14۔	رورل ڈرینج سکیم363/EB	3.756	عاشق شیر گورنمنٹ کنٹریکٹر بوریوالہ
15۔	رورل ڈرینج سکیم367/EB	3.025	عاشق شیر گورنمنٹ کنٹریکٹر بوریوالہ
16۔	رورل ڈرینج سکیم421/EB	3.918	عاشق شیر گورنمنٹ کنٹریکٹر بوریوالہ
17۔	رورل واٹر سپلائی سکیم367/EB	5.132	مقبول اینڈ کو بہاولپور
18۔	رورل واٹر سپلائی سکیم363/EB	3.271	لیاقت اینڈ کو لاہور
19۔	رورل واٹر سپلائی سکیم136/EB	2.697	ظفر اقبال گورنمنٹ کنٹریکٹر حاصل پور
20۔	رورل واٹر سپلائی سکیم421/EB	3.811	اسلام کنسٹرکشن کمپنی لاہور
21۔	رورل واٹر سپلائی سکیم327/EB	4.024	پاک نیشنل کنسٹرکشن کمپنی لاہور
22۔	اربن سیوریج سکیم بوریوالہ	30.354	داتا کارپوریشن بوریوالہ

(ب) 2002تا یکم جون2005کوئی enhancement نہ کی گئی ہے۔

(ج) مکمل شدہ منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سیریل نمبر	نام سکیم (مکمل شدہ)
1۔	رورل ڈرینج سکیم375/EB
2۔	رورل ڈرینج سکیم124/EB
3۔	رورل ڈرینج سکیم189/EB

4۔ رورل ڈرینج سکیم 419/EB
5۔ رورل ڈرینج سکیم 239/EB
6۔ رورل ڈرینج سکیم 203/EB

زیر تکمیل منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سیریل نمبر نامکمل سکیم(زیر تکمیل)

1۔ سیوریج سکیم گگو
2۔ رورل ڈرینج سکیم 231/EB
3۔ رورل ڈرینج سکیم 243/EB
4۔ رورل ڈرینج سکیم 104/EB
5۔ رورل ڈرینج سکیم 289/EB
6۔ رورل ڈرینج سکیم 363/EB
7۔ رورل ڈرینج سکیم 136/EB
8۔ رورل ڈرینج سکیم 421/EB
9۔ رورل ڈرینج سکیم 367/EB
10۔ رورل ڈرینج سکیم 327/EB
11۔ رورل واٹر سپلائی سکیم 363/EB
12۔ رورل واٹر سپلائی سکیم 136/EB
13۔ رورل واٹر سپلائی سکیم 421/EB
14۔ رورل واٹر سپلائی سکیم 367/EB
15۔ رورل واٹر سپلائی سکیم 327/EB
16۔ اربن سیوریج سکیم بوریوالہ

ٹیکسلا ٹاؤن راولپنڈی، فراہمی آب کے ٹیوب ویلز سے متعلقہ تفصیل

*7426: جناب محمد وقاص: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں واقع ٹیکسلا ٹاؤن کی حدود میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے اب تک کتنے ٹیوب ویل لگائے جا چکے ہیں اور موجودہ مالی سال میں مزید کتنے ٹیوب ویل لگانے کا پروگرام ہے؟

(ب) علاقہ احمد نگر، منیر آباد اور آصف آباد میں پینے کے پانی کے لئے کیا انتظام ہے کیا مذکورہ علاقے کے لئے کوئی ٹیوب ویل منظور ہوا ہے اگر درست ہے تو کب تک لگ جائے گا اور اگر درست نہ ہے تو کب تک مذکورہ علاقے کے لئے ٹیوب ویل منظور کیا جائے گا؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) اب تک ٹیکسلا کی حدود میں بیس عدد ٹیوب ویل لگائے جا چکے ہیں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں کوئی نیا ٹیوب ویل لگانے کا منصوبہ شامل نہ ہے۔

(ب) علاقہ احمد نگر منیر آباد اور آصف آباد میں پینے کے پانی کا نظام ہینڈ پمپز پر منحصر ہے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے پروگرام میں کوئی ایسا اور منصوبہ زیر عمل نہ آیا۔

شمالی لاہور میں سیوریج کا مسئلہ

*6243: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک لاہور شہر میں سیوریج کی مد میں کتنی رقم کن کن منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے ان منصوبوں کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت لاہور شہر میں ہر سال لاکھوں روپے سیوریج سسٹم کی بہتری کے لئے خرچ کر رہی ہے، مگر شمالی لاہور میں سیوریج سسٹم دن بدن ناکام ہوتا جا رہا ہے اکثر آبادیوں میں گندا پانی کھڑا رہتا ہے، جس کی وجہ سے وبائی امراض پیدا ہو رہے ہیں؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یکم جنوری 2001 سے لے کر آج تک سیوریج کی مد میں 946 ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں ان منصوبوں یا پیکجز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جو منصوبے زیر تکمیل ہیں ان کا بھی فہرست میں ذکر ہے تخمینہ لاگت اور اخراجات کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی نہیں۔ شمالی لاہور میں بہت سے ترقیاتی کام کئے گئے ہیں جن سے شمالی لاہور کا سیوریج سسٹم پہلے سے بہت بہتر ہو گیا ہے، دس پندرہ سال پہلے بارش کا پانی شمالی لاہور میں کئی کئی دن کھڑا رہتا تھا، وہ اب سیوریج سسٹم بہتر ہو جانے کی وجہ سے چند گھنٹوں میں نکل جاتا ہے۔ کسی بھی جگہ گندہ پانی کھڑا نہیں ہے البتہ سیوریج بند ہونے کی صورت میں واسا کا عملہ ہر وقت مستعد رہتا ہے۔

(ج) جز(ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے لہذا کسی کے خلاف کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

واسا لاہور، سرکاری رہائشوں کی الاٹمنٹ سے متعلقہ تفصیلات

*6517 محترمہ پروین سکندر گل: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) واسا لاہور کی کتنی سرکاری رہائش گاہیں، کس کس جگہ ہیں اور یہ کس کس گریڈ کے ملازمین کے لئے ہیں؟

(ب) ان رہائش گاہوں کے الاٹیوں کے نام، گریڈ، عہدہ کی تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ج) کیا واسا لاہور نے پرائیویٹ لوگوں سے بھی اپنے افسران / اہلکاران کی رہائش کے لئے مکان / کوٹھیاں ایکوائر کر رکھی ہیں تو ان رہائش گاہوں کی تفصیل مع کرایہ اور مالک مکان کے نام کی تفصیل نیز یہ رہائش گاہیں واسا کے جن افسران / اہلکاران کو الاٹ کی گئی ہیں، ان کے نام، گریڈ اور عہدہ کی تفصیل بیان فرمائیں، ان رہائش گاہوں کو الاٹ کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بھی بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا لاہور کی کل (110) رہائش گاہیں ہیں اور یہ رہائش گاہیں گریڈ ایک تا بیس کے ملازمین کے لئے ہیں ان رہائش گاہوں کی جگہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار علاقہ	رہائش افسران	فلیٹ / کوارٹر	ٹوٹل
1۔ علامہ اقبال ٹاؤن	3	2/32	37
2۔ مسلم ٹاؤن	3	-	3

3۔گلبرگ	5	1/-	6
4۔شادمان	3	2/-	5
5۔آنندروڈاپرمال	1	--	1
6۔نواں کوٹ گلشن راوی	--	20/-	20
7۔سبزہ زارسکیم ایچ بلاک	1	--	1
8۔ رحمان پورہ ٹینکی	1	2/-	3
9۔شادباغ	--	8/-	8
10۔راج گڑھ	--	6	6
11۔وسن پورہ	--	1	1
12۔داتانگر	1	1	2
13۔مغلپورہ	1	--	1
14۔پانی والاتالاب	-	-	-
15۔ٹاؤن شپ	-	7	7
16۔فرخ آباد	-	2	2
17۔جوہرٹاؤن	1	3	4
18۔سمن آباد	-	1	1
19۔نشترٹاؤن فیروزپورروڈ	-	2	2
ٹوٹل	20	90	110

(ب) رہائش گاہوں اور ان کے الاٹیوں کے نام، گریڈ اور عہدہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) واسالاہور نے پرائیویٹ لوگوں سے مکان / کوٹھیاں ایکوائر نہیں کیں۔

لاہور میں واسا کے دفاتر سے متعلقہ تفصیل

*6518: محترمہ پروین سکندر گل: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) واسا کے لاہور میں کتنے دفاتر کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں سے کتنے واسا کے اپنی ملکیتی زمین پر اور کتنے پرائیویٹ لوگوں سے حاصل کردہ عمارات میں کام کر رہے ہیں؟

(ج) پرائیویٹ رہائش گاہوں میں قائم دفاتر کا کرایہ اور مالک مکان کے نام کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) یہ پرائیویٹ رہائش گاہیں جس اتھارٹی نے حاصل کیں اس کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا کے لاہور میں دفاتر کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) واسا کے تمام دفاتر اپنی ملکیت ہیں۔

(ج) کسی بھی دفتر کے لئے واسا نے پرائیویٹ رہائش گاہ کرایہ پر نہیں لے رکھی۔

(د) واسا نے کسی سے رہائش گاہ برائے دفتر کرایہ پر نہیں لے رکھی۔

جوہر ٹاؤن لاہور، ٹریڈ سنٹر کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*6569: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور میں ٹریڈ سنٹر کی تعمیر کا معاہدہ ڈیال ڈویلپر گروپ سے ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ڈویلپر گروپ سے سکیورٹی کے طور پر پہلی قسط آٹھ لاکھ U.S ڈالر حکومت کو جمع ہوئے تھے یہ U.S ڈالر کس بنک میں جمع کروائے گئے تھے اور اب یہ کس بنک اور کس سکیم میں جمع ہیں اور ان پر اب تک کتنا منافع ملا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسٹر ڈیال ڈویلپر گروپ سے سکیورٹی کی مد میں دوسری قسط کی وصولی نہ ہونے کی بناء پر ٹریڈ سنٹر قائم کرنے کا معاہدہ ختم کر دیا گیا ہے؟

(د) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ڈویلپر گروپ سے وصول کردہ رقم جوہر ٹاؤن سکیم میں سوئی گیس کی فراہمی کے کام پر خرچ کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) جوہر ٹاؤن لاہور میں ٹریڈ سنٹر کی فروخت کے لئے M/S Dial Developer کی Bid کو منظور کیا گیا تھا، M/S Dial Developer سے کہا گیا تھا کہ وہ ایل ڈی اے

کے ساتھ سیل ایگریمنٹ کرلے مگر اس نے یہ سیل ایگریمنٹ مقررہ مدت میں نہ کیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ چیک مبلغ -/800000 یو ایس ڈالر میسرز ڈیال ڈویلپر گروپ کی طرف سے ٹریڈ سنٹر جوہر ٹاؤن کی مد میں وصول ہوا تھا یہ رقم الائیڈ بنک لمٹیڈ نیپر روڈ برانچ میں اکاؤنٹ نمبر FCCB-02-230-60209 میں جمع کروائے گئے تھے یہ ڈالر اب نیشنل بنک آف پاکستان نیویارک برانچ میں وساطت نیشنل بنک ایل ڈی اے پلازہ، برانچ فارن کرنسی اکاؤنٹس نمبر 015640-4952 میں جمع ہیں اب تک منافع کی مد میں 1,89,666/09 ڈالر وصول ہوئے ہیں۔

(ج) کیونکہ M/S Dial Developer Group نے ایگریمنٹ نہیں کیا تھا اس لئے ان کو ٹریڈ سنٹر فروخت کرنے کے لئے جو خط دیا گیا تھا اس کو منسوخ کر دیا تھا اور Bid Money کے ساتھ جمع کرائی رقم ضبط کرلی گئی۔

(د) یہ رقم ابھی تک بنک میں ہے M/S Dial Developer Group نے ہائی کورٹ میں کیس کیا ہوا ہے جب تک اس کا فیصلہ نہیں ہوتا یہ رقم کسی اور منصوبے پر خرچ نہیں کی جا سکتی ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن کا نمبر 7404/1996 ہے۔

فیصل آباد، سمن آباد و دیگر آبادیوں میں مالکانہ حقوق کی درخواستوں کی تاریخ میں توسیع کا مسئلہ

*6622: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سمن آباد، ڈی ٹائپ کالونی، پیپلز کالونی اور غلام محمد آباد، فیصل آباد کے مکینوں کو مالکانہ حقوق Sale Deed دینے کے لئے درخواستیں مانگی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق Sale Deed کے لئے درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ ختم ہو گئی ہے، مگر ان آبادیوں کے 50 فیصد سے بھی زیادہ مکین ابھی تک درخواستیں جمع نہ کروا سکے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان آبادیوں کے مکینوں کو درخواستیں جمع کروانے میں مزید چھ ماہ کی مہلت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ آبادیوں کے مکینوں کو ریگولرائز کرنے کے لئے درخواستیں جمع کروانے کی تاریخ ختم ہونے پر تقریباً 35 فیصد مکین درخواستیں جمع نہ کروا سکے۔

(ج) بقیہ مکینوں کو درخواستیں جمع کروانے کی مدت میں مزید مہلت دینے کا معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔

بہاولپور، گلزار صادق نامی پارک کی ڈویلپمنٹ کا مسئلہ

*6739: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ PHA کے تحت لاہور میں سینکڑوں پارک ڈویلپ کئے گئے اور کئے جا رہے ہیں؟

(ب) کیا محکمہ بہاولپور میں گلزار صادق کے نام سے موسوم پارک کو ڈویلپ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ PHA کے تحت لاہور میں سینکڑوں پارک ڈویلپ کئے گئے اور کئے جا رہے ہیں۔

(ب) محکمہ PHA کے پاس صرف لاہور شہر کے پارکوں کا انتظام و انصرام ہے۔ گلزار صادق پارک کو ڈویلپ کرنے کا اختیار سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بہاولپور کے پاس ہے۔

اسلامیہ کالونی بہاولپور، فراہمی و نکاسی آب کا مسئلہ

*6807: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور اسلامیہ کالونی (تین مرلہ سکیم) کے مکین پانی کی سہولت سے محروم ہیں کیونکہ اس کالونی کا ٹیوب ویل ناکارہ ہو چکا ہے اور بجلی کا میٹر بل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے اتار لیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کالونی کا نکاسی آب کا سسٹم مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے کالونی کے ہر گلی اور محلہ میں گندہ پانی کھڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے اس کالونی میں وبائی امراض پھیل رہی ہیں؟

(ج) یا حکومت اس کالونی کے مکینوں کو پانی کی فراہمی کے لئے ٹیوب ویل از سر نو لگانے اور sewerage سسٹم کو چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) اسلامی کالونی بہاولپور ایک کچی آبادی ہے اس میں ترقیاتی کاموں کا محکمہ ہذا سے تعلق نہ ہے جہاں تک متصل تین مرلہ سکیم کا معاملہ ہے، مکمل شدہ واٹر سپلائی سکیم آبادی کم ہونے کی وجہ سے چالو نہ کی گئی کیونکہ پانی کے زیادہ پریشر کی وجہ سے پائپ پھٹنے کا اندیشہ تھا۔ زیر زمین پانی میٹھا ہے لہذا سکیم کے مکین فی الحال ہینڈ پمپ سے پانی کی ضرورت پوری کر رہے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ نکاسی آب کا نظام درست حالت میں ہے۔

(ج) جواب جز (الف و ب) میں دے دیا گیا ہے۔

بہاولنگر، نئی ہاؤسنگ پالیسی کے تحت ضلع میں ایکسیئن اور ایس ڈی اوز کی تعیناتی کا مسئلہ

*6943: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے نئی ہاؤسنگ پالیسی کے تحت صوبہ کے تمام اضلاع میں ضلعی دفاتر کو فعال بنانے کے لئے ایکسیئن اور ایس ڈی اوز کو تعینات کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں ضلعی آفیسر ایکسیئن کو ضلع کی بجائے ڈویژن (بہاولپور) میں بٹھانے کے احکامات جاری کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلعی آفیسر کو ڈویژن میں بٹھانے سے عوام کو دفتری مشکلات کے ساتھ ساتھ مال اور وقت کے ضیاع جیسی پریشانی لاحق ہو گی؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی سہولت کی خاطر ایکسیئن کو ڈویژن کی بجائے ضلع ہی میں بٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پنجاب ہاؤسنگ وٹاؤن پلاننگ ایجنسی نے پنجاب کے 17۔اضلاع میں ضلعی دفاتر جبکہ 15۔اضلاع میں ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹیاں قائم کی ہیں، ضلعی دفتر کا سربراہ ڈپٹی ڈائریکٹر جبکہ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی کا انچارج متعلقہ ڈپٹی ڈائریکٹر بطور سیکرٹری ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) ضلعی آفیسر بہاولپور کام کی نوعیت کے مطابق عوام کی سہولت کے لئے ہفتہ میں ایک مرتبہ ضلع بہاولنگر میں بیٹھتے ہیں فی الوقت متبادل انتظام کی ضرورت نہ ہے۔

یو۔سی 8 شاہدرہ لاہور، فراہمی آب کے لئے بچھائے گئے پائپوں میں پانی کی سپلائی کا مسئلہ

*7124: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عثمان پارک، محبوب پارک اور نذر پارک یو سی نمبر 8 شاہدرہ لاہور میں واٹر سپلائی کے پائپ بچھا دیئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جگہ پر پائپوں کو بچھائے ہوئے تقریباً 2 سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور ان پائپوں کو پانی کی سپلائی سے منسلک نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے پائپ لائن بچھانے کے باوجود یہ آبادیاں پینے کے صاف پانی سے محروم ہیں؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پائپوں کو واٹر سپلائی کے پائپوں سے کب تک منسلک کر دیا جائے گا نیز پائپوں پر ایک خطیر رقم خرچ کرنے کے باوجود پانی کے پائپوں سے منسلک نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ عثمان پارک محبوب پارک اور نذر پارک یو سی۔8 کے کچھ حصوں میں واسا نے واٹر سپلائی کے پائپ بچھائے ہیں۔

(ب) تمام واٹر سپلائی کی لائنیں سسٹم کے ساتھ ملادی گئی ہیں اور لوگوں کو پانی مہیا کیا جارہا ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(الف وب) میں بتایا گیا ہے کہ مذکورہ آبادیوں کے کچھ حصے میں واٹر سپلائی کی لائنیں لگائی ہیں جو کہ سسٹم کے ساتھ ملادی گئی ہیں اور لوگوں کو پانی دیا جارہا ہے۔

سبزہ زار سکیم فیز۔I لاہور، ڈویلپمنٹ چارجز میں اضافے کا جواز

*7135: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے سبزہ زار سکیم فیز۔1 کے ڈویلپمنٹ چارجز 50ہزار روپے فی کنال بڑھادیئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ چارجز 1992 سے بڑھائے گئے ہیں اور جو بڑھائے گئے چارجز جمع نہیں کرواتا اس کا پلاٹ ٹرانسفر نہیں ہوتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب ایک الاٹی نے اپنا پلاٹ اپنے نام ٹرانسفر کروایا تھا تو کیا اس نے تمام چارجز اسی وقت جمع نہیں کروائے تھے، اگر کروائے تھے تو اب کیوں بڑھائے گئے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بڑھائے گئے چارجز ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) جی ہاں! درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ جب ایک ایگزیمٹی پلاٹ ٹرانسفر کرواتا ہے تو تمام قسم کے واجبات کی ادائیگی کر دیتا ہے تاہم سمری نمبر 19158 میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے دی گئی منظوری کی روشنی میں تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ ترقیاتی اخراجات میں زبردست اضافے کے پیش نظر محکمہ ایل ڈی اے نے آرڈر نمبر F/LDA/527 تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ میں فیصلہ کیا کہ جن ایگزیمٹیوں یا خرید

کنندگان نے تمام ترقیاتی اخراجات مورخہ 92-11-07 تک ادا کر دیئے تھے ان سے تو پچاس ہزار روپے فی کنال کے حساب سے وصول کئے جائیں اور باقی ایگزیکیٹوں / خرید کنندگان سے ایک لاکھ روپے فی کنال کے حساب سے ترقیاتی اخراجات وصول کئے جائیں جو تاحال رائج ہیں۔

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ پہلے بھی اسی سوال کا جواب تحریک التواء کار نمبرز 471,419,269 اور 637 منجانب جناب مہر اشتیاق احمد ایم پی اے دیا جا چکا ہے۔

(د) ادارہ ہذا حکومت کے فیصلہ پر عملدرآمد کا پابند ہے۔

ریس کورس پارک لاہور، لیڈیز جم میں ورزش کے سامان کی کمی کا مسئلہ

*7136: محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ریس کورس پارک لاہور کے جم میں ایک وقت پر صرف ایک عورت ورزش کر سکتی ہے، سامان کم ہونے کی وجہ سے عورتوں کو اپنی باری کا کافی دیر انتظار کرنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج کل مذکورہ جم کا سامان خراب ہو گیا ہے؟

(ج) مذکورہ جم کا خراب سامان کب تک ٹھیک ہو جائے گا کیا حکومت عورتوں کی تعداد اور ضرورت کے مطابق مزید سامان جم کو دینے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) خواتین جم کا رقبہ 42X35 مربع فٹ ہے جس میں ٹوسٹر مشین، جوگنگ مشین، ٹوسٹر چیسٹ، بینچ، گرل بیک ڈیک اقسام کی مشینیں نصب ہیں جن پر بیک وقت کئی خواتین ورزش کر سکتی ہیں معمول کے مطابق آنے والی خواتین کو انتظار نہیں کرنا پڑتا۔

(ب) سامان درست حالت میں ہے جس کو محکمانہ سٹاف روزانہ چیک کرتا ہے۔

(ج) جم کا سامان درست حالت میں ہے جم میں جتنی مشینیں نصب ہو سکتی تھیں کر دی گئی ہیں مزید توسیع کی گنجائش نہ ہے۔

مغلپورہ تا جلو لاہور۔نہر کے ساتھ قائم گرین بیلٹس
کی بہتری کے لئے حکومتی اقدامات

*7140: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مغلپورہ لاہور سے جلو تک نہر کے دونوں اطراف گرین بیلٹس کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ PHA کے عملہ کی ملی بھگت سے ان میں لوگ بھینسیں اور بکریاں وغیرہ چراتے ہیں جس کی وجہ سے ان گرین بیلٹس کی حالت دن بدن خراب ہو رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ گرین بیلٹس کی حالت بہتر کرنے، بھینسیں اور بکریاں چرانے والے لوگوں اور ان کے سرپرست، PHA کے افسران اور ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) مغلپورہ لاہور سے جلو تک نہر کے دونوں اطراف گرین بیلٹس میں PHA کا عملہ محنت سے اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ گرین بیلٹس میں گھاس پودے اور درخت اچھی حالت میں ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ شہر سے آوارہ بھینسوں اور بکریوں کو باہر نکالنے کے لئے شہری حکومت وقتاً فوقتاً کارروائی کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح PHA کا عملہ بھینسوں اور بکریوں کو گرین بیلٹس میں داخل نہیں ہونے دیتا گرین بیلٹس کی حالت ٹھیک ہے اور ان کی مزید بہتری اور خوبصورتی کے لئے PHA کی کوششیں مسلسل جاری ہیں۔

(ج) PHA کے عملے کے ذمہ گرین بیلٹس اور پارکوں کو بہتر بنانا ہے بھینسیں اور بکریاں چرانے والوں کے موقع پر چالان کئے جاتے ہیں اور ان کے خلاف قانون کے مطابق تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ بھینسوں اور بکریوں کو شہر سے نکالنے کے لئے شہری حکومت سے بھی مسلسل رابطہ رہتا ہے۔

کچی آبادی البدر کالونی راوی روڈ لاہور کی الاٹمنٹ کی کینسلیشن پر حکومتی اقدامات

*7154 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچی آبادی البدر کالونی راوی روڈ لاہور 1966 سے آباد ہے اس کے تمام ترقیاتی کام بھی مکمل ہو چکے ہیں اور یہ آبادی تقریباً 150 گھرانوں پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے نے مورخہ 1978-01-01 کو مذکورہ کچی آبادی کو کچی آبادیوں کی لسٹ میں شامل کیا تھا، جس کا رقبہ 69 کنال 13 مرلے پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے اس کچی آبادی کے رہائشیوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے یہ رقبہ 1978-04-15 کو ایکوائر کیا اور 1986-07-23 کو ریونیو بورڈ لاہور نے اس کالونی کے لئے NOC برائے عطائیگی مالکانہ حقوق جاری کیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس آبادی میں سوئی گیس، بجلی، ٹیلی فون اور پانی کے کنکشن بھی لگے ہوئے ہیں اور اس آبادی کے مکین باقاعدہ پراپرٹی ٹیکس بھی حکومت کو ادا کر رہے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ قبضہ گروپ اور محکمہ مال کے افسران واہلکاران کی ملی بھگت سے 35 سال بعد اس آبادی کی الاٹمنٹ منسوخ کر کے اس کو ایک گمنام فرد کو الاٹ کر دیا گیا ہے اور کاغذوں میں یہ show کیا جا رہا ہے کہ یہ رقبہ 35 سال سے زیر کاشت ہے؟

(و) کیا حکومت اس کے ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) اس حد تک درست ہے کہ کچی آبادی البدر کالونی 1978-01-01 سے پہلے کی آباد ہے اور 168 گھرانے آباد ہیں۔ اس آبادی کے تمام ترقیاتی کام مکمل ہو چکے ہیں۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ ایل ڈی اے نے حکومت کی پالیسی کے مطابق کچی آبادی البدر کالونی کو مورخہ 1978-01-01 سے پہلے آباد کچی آبادیوں کی لسٹ میں شامل کیا اور اس کا رقبہ تعدادی 69k-13M-0SFT کا ریونیو ریکارڈ تیار کر کے برائے تصدیق ملکیت مورخہ 1983-09-01 کو جناب ڈپٹی کمشنر لاہور کو ارسال کیا گیا تتمہ (الف) ایوان کی

میز پر رکھ دی گئی۔

(ج) مورخہ 15-04-1978 کی ایکوزیشن کا ریکارڈ کچی آبادی ڈائریکٹوریٹ ایل ڈی اے میں نہ ہے البتہ 23-07-1986 کو سیکرٹری لوکل گورنمنٹ نے چٹھی ممبر کالونی بورڈ آف ریونیو کو جاری کی کہ کچی آبادی البدر کالونی حکومت کی پالیسی کے مطابق کچی آبادی کے تقاضے پورے کرتی ہے لہذا اس آبادی کو کچی آبادی تسلیم کیا جاتا ہے۔اسی چٹھی میں مزید ممبر کالونی کو کہا گیا کہ مذکورہ آبادی کی زمین کو مالکانہ حقوق کی تکمیل کے لئے ٹرانسفر کیا جائے چٹھی مورخہ 23-07-1986 تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ بعد ازاں جناب ڈائریکٹر جنرل کچی آبادیز پنجاب نے بمطابق چٹھی نمبر DG(KA)TR-4-152/86-82 مورخہ 15-02-1999 البدر کالونی کو بوجہ مسلم ملکیت دخیل کاران کچی آبادیوں کی لسٹ سے خارج کر دی ہے۔ چٹھی مورخہ 15-02-1999 تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) شعبہ کچی آبادی ایل ڈی اے کے متعلقہ نہ ہے۔اس جز کے بارے میں تفصیلی رپورٹ عملہ ریونیو ضلعی حکومت لاہور سے حاصل کی جانی مناسب ہے۔

(و) یہ جز بھی متعلقہ شعبہ ریونیو ضلعی حکومت لاہور ہے۔

این بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور، تجاوزات اور دیگر ترقیاتی کاموں کی تفصیل

*7209: جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ این بلاک ماڈل ٹاؤن فلیٹس توسیعی سکیم میں ناجائز تجاوزات کی بھر مار، ہوٹل والوں نے اپنے کاروبار کی خاطر سڑکیں بند کر رکھی ہیں پارک اور سڑکوں کی انتظامیہ خاموش ہے، پی ایچ اے اور ایل ڈی اے کے اہلکار نگرانی کرنے کی بجائے دکانداروں، ہوٹلز اور دیگر کاروباری لوگوں سے ملے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پارکوں کے فٹ پاتھ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور عرصہ سے محکمہ PHA نے بھی کوئی توجہ نہیں دی جس سے پارکوں کی صورتحال مخدوش اور گھاس پانی نہ ملنے کی وجہ سے مر چکی ہے، بلکہ ایک وسیع پارک بنجر بن چکا ہے پانی دینے والا

ٹیوب ویل کئی ماہ سے خراب ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نگران سپروائزر اور مالی اکثر غیر حاضر رہتے ہیں، جس سے پارکوں میں گند پڑا رہتا ہے شاپر بیگ اور گندگی پھیلانے والا کوڑا کرکٹ موجود رہتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فلیٹس کے اندر پارکوں کی حالت یہ ہے کہ گٹروں کا پانی ہر وقت چلتا رہتا ہے، ناجائز قبضے اور کمرشلزم عروج پر ہے؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ مسائل حل کرنے کا پروگرام رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست نہ ہے۔پی ایچ اے کا عملہ ہر وقت اپنا کام محنت اور لگن کے ساتھ کرتا ہے۔این بلاک ماڈل ٹاؤن فلیٹس کے پارکوں کے اندر کوئی تجاوزات نہ ہیں جبکہ سڑکوں پر موجود تجاوزات پی ایچ اے کے دائرہ اختیار میں نہ ہیں۔

(ب) پارکوں کے اندر کوئی فٹ پاتھ نہ ہیں۔ گھاس ہری بھری ہے جس کی باقاعدہ کٹائی ہوتی ہے۔کوئی پارک بنجر نہیں ہے۔اگر کوئی کمرشل پلاٹ خالی پڑا ہے تو اس کا پی ایچ اے سے کوئی تعلق نہ ہے۔این بلاک ماڈل ٹاؤن فلیٹس میں پی ایچ اے کا کوئی ٹیوب ویل نہ ہے۔ایم بلاک نرسری گراؤنڈ میں پی ایچ اے کا ٹیوب ویل ہے جس کا نیا بور ہو رہا ہے اور وہ عنقریب کام شروع کرے گا۔

(ج) درست نہ ہے۔ نگران سپروائزر اور مالی مقررہ اوقات کے دوران اپنا کام نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہیں جہاں تک شاپر بیگ کا تعلق ہے۔ علاقہ میں ان کی بہتات ہے اگر تھوڑی ہوا بھی چلے تو شاپر بیگ پورے علاقے میں پھیل جاتے ہیں مگر پی ایچ اے کا صفائی کا عملہ پارک میں سے شاپر بیگ اٹھا کر کوڑادان میں ڈال دیتے ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ فلیٹس کے اندر پارکوں میں گٹروں کا پانی چلتا رہتا ہے۔ واسا کے متعلقہ دفتر میں جب بھی کوئی شکایت آتی ہے اس کا فوری ازالہ کر دیا جاتا ہے۔

(ہ) پی ایچ اے سے متعلقہ کام مزید جانفشانی سے کیا جائے گا۔

مرید کے لوانکم ہاؤسنگ سکیم کے پلاٹس
اور الاٹمنٹس سے متعلقہ تفصیل

*7235 جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مرید کے میں لوانکم ہاؤسنگ سکیم کے تحت ایک سکیم تیار کی گئی ہے، اگر ہاں تو رہائشی اور کمرشل پلاٹس کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ سکیم میں کتنے رہائشی اور کمرشل پلاٹ الاٹ کر دیئے گئے ہیں، الاٹی کا نام اور پلاٹ نمبر کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم میں جی ٹی روڈ پر کچھ کمرشل پلاٹ غیر قانونی طور پر الاٹ کئے گئے ہیں اگر ہاں تو ان کی تفصیل نیز کمرشل اور رہائشی پلاٹس الاٹ کرنے کا طریق کار کیا ہے اور مذکورہ سکیم میں باقی ماندہ پلاٹس کب تک الاٹ کر دیئے جائیں گے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔ ایریا ڈویلپمنٹ سکیم مرید کے میں رہائشی اور کمرشل پلاٹوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

رہائشی	کمرشل
355	72

(ب) الاٹ یا نیلام شدہ پلاٹوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:۔

رہائشی	کمرشل
301	03

مذکورہ پلاٹوں کے الاٹیوں اور خرید کنندگان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ کمرشل پلاٹوں کی نیلامی مورخہ 08-02-2001 نیلام کمیٹی نے کی، کامیاب بولی دہندگان کی منظوری ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی شیخوپورہ نے دی مابعد خریداروں نے پلاٹوں کی کل قیمت ادا کر کے دیگر شرائط مکمل کیں۔

مجوزہ پالیسی کے مطابق 3 اور 5 مرلہ رہائشی پلاٹوں کی الاٹمنٹ بذریعہ قرعہ اندازی کی جاتی ہے جبکہ 7 مرلہ سے ایک کنال رہائشی و کمرشل پلاٹ نیلام کئے جاتے ہیں۔ 3 اور 5 مرلہ

رہائشی پلاٹوں کی الاٹمنٹ کر دی گئی ہے۔ کمرشل و 7 مرلہ سے ایک کنال رہائشی پلاٹوں کی سرکاری قیمت ڈسٹرکٹ پرائس اسیسمنٹ کمیٹی شیخوپورہ کے زیر غور ہے۔ مذکورہ قیمت متعین ہونے پر بقیہ پلاٹ بذریعہ نیلام فروخت ہوں گے۔

صوبہ میں قائم لوانکم ہاؤسنگ سکیموں اور لاگت سے متعلقہ تفصیل

*7236: جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے عوام کے لئے لوانکم سکیموں کے تحت صوبہ میں مختلف سکیمیں تیار کی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو صوبہ میں تیار کی گئی سکیموں کے نام اور ہر سکیم کی development پر جو اخراجات آئے، ان کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) تفصیل تتمہ (الف وب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1999 تا حال، ایم ڈی اے کی قائم کردہ سستی رہائشی سکیموں سے متعلقہ تفصیل

*7288: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے 1999 سے اب تک بے گھر افراد کے لئے کتنی سستی رہائشی سکیمیں بنائی ہیں اور یہ کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

ایم ڈی اے نے 1999 سے اب تک بے گھر افراد کے لئے مندرجہ ذیل سستی رہائشی سکیمیں بنائی ہیں:۔

نمبر شمار	نام سکیم	محل وقوع	تاریخ منظوری
1-	نیو شاہ شمس ہاؤسنگ سکیم	وہاڑی روڈ ملتان	11-10-2000

2۔	ماڈل ٹاؤن فیزI + II	ناردرن بائی پاس، ملتان	25-07-2000
3۔	ماڈل ٹاؤن فیزIII	ناردرن بائی پاس، ملتان	28-01-2005
4۔	فاطمہ جناح ٹاؤن	وہاڑی روڈ ملتان	29-12-2003

ملتان، 2002تاحال ٹیوب ویلز کی تنصیب و لاگت
اور پانی کی کوالٹی سے متعلقہ تفصیل

*7344: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال2002 سے آج تک ملتان میں پانی کی سپلائی کے لئے ٹیوب ویل کہاں کہاں اور کتنی لاگت سے لگائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ملتان کے اکثر علاقوں میں جو پانی پینے کے لئے سپلائی کیا جارہا ہے وہ گندہ ہے اور اس میں سے بو آتی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس مضر صحت پانی کی سپلائی کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کرنے اور عوام کو صاف ستھرا پانی پینے کے لئے فراہم کرنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا ملتان نے 2002 تا ستمبر 2005 درج ذیل جگھوں پر چار چار کیوسک ڈسچارج کے 6عدد ٹیوب ویل لگائے ہیں اور ان کی لاگت مبلغ ایک کروڑ 26لاکھ ہے۔

1۔	رشید آباد	2۔	بوسن روڈ
3۔	گلشن مارکیٹ نیو ملتان	4۔	ٹمبر مارکیٹ
5۔	ٹی،بی ہسپتال روڈ	6۔	گلبرگ کالونی

(ب) واسا ملتان کے ٹیوب ویلز سے فراہم کردہ پانی ہر لحاظ سے صحت کے لئے مفید اور بو سے پاک ہے کیونکہ یہ تقریباً400فٹ سے زائد گہرائی سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس پانی کو مزید صحت مند بنانے کے لئے کلوریٹیشن کی جاتی ہے جس کے لئے 47عدد کلورینیٹر نصب ہیں اور کام کر رہے ہیں۔ واسا کے ٹیوب ویلز سے فراہم کیا جانے والا پانی کئی بار چیک ہو چکا ہے۔ لیبارٹری سے تصدیق شدہ پانی کے نمونے جو کہ شہر میں مختلف جگہ

سے لئے گئے ہیں (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اور ہر لحاظ سے پینے کے لئے درست ہے۔

(ج) واسا ملتان شہریوں کو جراثیم سے پاک پانی سپلائی کر رہا ہے جو کہ ہر لحاظ سے صحت کے لئے مفید ہے۔

گوجر خان۔لوانکم ہاؤسنگ سکیم میں نصب ٹرانسفارمرز کی چوری سے متعلقہ تفصیل

*7377: راجہ طارق کیانی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لوانکم ہاؤسنگ سکیم گوجر خان نمبر 2 کب اور کتنے رقبہ پر بنائی گئی تھی؟

(ب) اس سکیم میں بجلی کی سپلائی کے لئے کتنی رقم واپڈا کو ادا کی گئی تھی؟

(ج) اس سکیم میں کتنے ٹرانسفارمر واپڈا نے کس کس جگہ لگائے تھے؟

(د) اس وقت اس سکیم میں کتنے ٹرانسفارمر موجود ہیں اور کتنے کب چوری ہوئے کیا جو ٹرانسفارمر چوری ہوئے ہیں ان کی ایف آئی آر درج کروائی گئی ہے؟

(ہ) ان ٹرانسفارمرز کی چوری کے ذمہ دار محکمہ کے کون کون سے افسران ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان کے خلاف جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ایریا ڈویلپمنٹ سکیم نمبر 2 گوجر خان 40۔ایکڑ پر 86-1985 میں شروع ہوئی اور 30۔جون 1992 کو مکمل کی گئی۔

(ب) اس سکیم میں بجلی کا کام محکمہ نے واپڈا کے منظور شدہ ٹھیکیدار سے مبلغ -/19,64,161 روپے میں کروایا۔ تکمیل کے بعد تنصیبات 24-04-1988 واپڈا کو منتقل کر دی گئیں۔

(ج) اس سکیم میں مندرجہ ذیل ٹرانسفارمر لگائے گئے۔

200 KVA	1 عدد
100 KVA	11 عدد
50 KVA	1 عدد

(د) اس سکیم میں فی الوقت 8 ٹرانسفارمر موجود ہیں۔ سکیم ہذا واپڈا کی تحویل میں ہونے کے ناتے مذکورہ تنصیبات کی چوری کی ایف آئی آر واپڈا کی ذمہ داری ہے۔

(ہ) جواب جز (د) میں دے دیا گیا ہے۔

شالامار ٹاؤن لاہور، پینے کے پانی کی سپلائی میں اضافے اور نئے ٹیوب ویل کی تنصیب کا مسئلہ

*7486: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شالامار ٹاؤن لاہور میں پینے کے پانی کی سپلائی کم ہے، جس سے اس علاقہ کے مکینوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ کے مکینوں کے احتجاج کے باوجود پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کوئی ٹیوب ویل نہیں لگایا گیا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ واسا پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے خاص طور پر گورنمنٹ کالج برائے خواتین کے نزدیک نیا ٹیوب ویل لگانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست نہیں ہے۔ شالامار ٹاؤن لاہور میں پینے کے پانی کی سپلائی مناسب مقدار میں دی جا رہی ہے اور علاقہ کے مکینوں کو اس سلسلے میں کسی مشکل کا سامنا نہیں ہے صرف ان مکینوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن کے پاس پانی کا ذخیرہ کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔

(ب) درست نہیں ہے علاقہ میں تقریباً ہر سال نئے ٹیوب ویلوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے اور اس سال بھی علاقہ میں 5 عدد نئے ٹیوب ویل مندرجہ ذیل جگہ پر لگائے جا رہے ہیں۔

1۔ ہربنس پورہ افتخار پارک
2۔ سہروردی روڈ نزد سید لوہار مل
3۔ ڈپٹی یعقوب کالونی
4۔ انگوری باغ سکیم نمبر 1
5۔ عثمان پارک

(ج) گورنمنٹ کالج برائے خواتین کے نزدیک نئے ٹیوب ویل کی تنصیب کے لئے کوئی جگہ میسر نہ ہے اس لئے اس علاقہ میں سہروردی روڈ نزد سید لوہار مل میں ٹیوب ویل لگایا جا رہا ہے۔

لاہور،2004-05،فراہمی آب کے لئے نصب نئے ٹیوب ویلز سے متعلقہ تفصیل

*7487: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا نے لاہور میں سال 2004 اور 2005 میں نئے ٹیوب ویل لگائے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کہاں کہاں اور کتنی لاگت سے علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ واسا لاہور نے 2004 اور 2005 میں نئے ٹیوب ویل لگائے تھے۔

(ب) واسا لاہور نے 2004-05 میں 32 عدد نئے ٹیوب ویل لگائے تھے پیکج وار تفصیل حسب ذیل ہے:۔

مون سون پیکج

(1)۔	کل ٹیوب ویل	29
	اخراجات	85 ملین روپے

کچی آبادی پیکج

(1)	ٹیوب ویل	3
	اخراجات	10 ملین روپے

ٹیوب ویل کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

واسا، راولپنڈی۔ ADB کے رولز کے برعکس فرموں کی پری کوالیفکیشن

*7637: محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی کے شہریوں کو بنیادی سہولتوں (واٹر سپلائی وغیرہ) کی فراہمی کے لئے ایشیائی ڈویلپمنٹ بنک (ADB) نے 72 ملین فنڈز دیا جو محکمہ WASA راولپنڈی کی وساطت سے خرچ کیا جائے گا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 18-اکتوبر 2005 کو WASA مذکور نے Pre-qualification کے لئے مختلف کمپنیوں کو call کیا مگر میرٹ کے برعکس من پسند اور ناتجربہ کار کمپنیوں کی دوبارہ Pre-qualification کروائی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ADB کے مروجہ رولز کے مطابق جو کمپنی کسی ایک project کا نمونہ یا فیز-1 کا کام کرے گی وہ دوسرے فیز میں حصہ نہیں لے سکے گی مگر MD واسا راولپنڈی نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے ایک سابق کمپنی Motimcdonald/Indus کی دوسری دفعہ Pre-qualification کردی جو رولز کی صریحاً خلاف ورزی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ راولپنڈی کے شہریوں کو بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے "راولپنڈی انوائرنمنٹل امپروومنٹ پراجیکٹ" کو حکومت پاکستان ایکنیک "ECNEC" نے منظور کیا ہے، جس میں ایشیائی ترقیاتی بنک کا 70 فیصد قرضہ یعنی 60 ملین ڈالر (نہ کہ 72 ملین ڈالر) شامل ہے یہ پراجیکٹ ضلعی حکومت کی وساطت سے واسا (آرڈی اے) میں پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ (PMU) کے ذریعہ مکمل کیا جائے گا۔

(ب) کسی بھی میگا پراجیکٹ کے لئے سب سے پہلے Consultant کمپنی کا چناؤ کرنا ہوتا ہے، جس کو حکومت پنجاب پلاننگ اور ڈویلپمنٹ کی طے کردہ Guidelines-1999 کے تحت Consultant Selection Committee (CSC) کے ذریعہ کیا جاتا ہے، اس کمیٹی کا چیئرمین اتھارٹی کا ڈائریکٹر جنرل ہوتا ہے اور اس کے ممبران میں سیکرٹری ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ، چیئرمین پی اینڈ ڈی، سیکرٹری خزانہ، سیکرٹری کمیونیکیشن اینڈ ورکس، سیکرٹری اریگیشن یا ان کے نامزد نمائندے اور پراجیکٹ ڈائریکٹر پی ایم یو شامل ہوتے ہیں۔ اس پراجیکٹ کے لئے کنسلٹنٹ کی short listing یا Pre-qualification کے لئے تمام کمپنیوں کی Technical Reports کو CSC درج بالا کمیٹی کے ممبران نے چیئرمین کمیٹی کی

موجودگی میں کھولا اور P& D guideline-1999 اور ایشیائی ترقیاتی بنک-ADB کے criteria کے مطابق تجربہ رکھنے والی کمپنیوں کی evaluation کی گئی اور evaluation Report کو CSC نے اپنی سفارشات کے ساتھ 24۔اکتوبر 2005 کو منظوری کے لئے ADB HQ Manila بھیج دیا جہاں ADB کی CSC نے تفصیلی جائزہ لینے کے بعد consulting فرموں کی Pre-qualification کی منظوری دی، یہ تمام کام CSC نے میرٹ پر کیا ہے جو کہ حکومت پنجاب کی guidelines اور ADB کے criteria کے مطابق ہے اور پراجیکٹ سے متعلق تجربہ رکھنے والی فرموں کو ADB کی حتمی منظوری کے بعد Pre-qualify کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ کیونکہ Phase-I پراجیکٹ 31۔دسمبر 2003 کو مکمل ہو گیا تھا اور اس کا loan agreement الگ تھا جبکہ "راولپنڈی انوائرنمنٹل امپروومنٹ پراجیکٹ Phase-I" کا حصہ نہیں ہے اس کا loan agreement الگ ہے جو کہ 20۔دسمبر 2005 کو دستخط ہوا ہے اور اس کے لئے دوبارہ Pre-qualification کی گئی ہے، جس میں تمام کمپنیاں حصہ لے سکتی ہیں، ماسوائے جنہوں نے اس پراجیکٹ کی Technical Assistance پر کام کیا ہو اور اس میں بھی ADB اور حکومت پنجاب کے مقرر کردہ criteria کے مطابق تجربہ کار فرموں کو CSC کی سفارشات کی روشنی میں ADB کی حتمی منظوری کے بعد Pre-qualify کیا گیا ہے اس میں Mottmacdonald کے علاوہ دوسری کمپنیاں بھی شامل ہیں، اس میں رولز کی خلاف ورزی نہیں کی گئی ہے کیونکہ Pre-qualification کا اختیار حکومت پنجاب اور ADB کی Consultant Selection Committee کو حاصل ہے۔

فیصل آباد، فیکٹریوں کا آلودہ پانی سیوریج میں ڈالنے پر حکومتی اقدامات

*7666: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد کی بعض فیکٹریوں کا کیمیکل ملا پانی واسا کے سیوریج میں ڈالا جاتا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ فیکٹریوں کو سیوریج میں آلودہ پانی ڈالنے پر کوئی تنبیہہ کی گئی، اگر ہاں تو جن فیکٹریوں کو تنبیہہ کی گئی ان کے نام اور کب اور کتنی بار، تفصیل بیان کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ہاں۔

(ب) 1995 سے متعدد بار فیکٹری مالکان کے ساتھ میٹنگ کر کے فیکٹری مالکان کو باور کروایا جا رہا ہے کہ اپنی فیکٹری کے اندر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائیں اور پانی ٹریٹ کر کے سیور لائن میں ڈالیں لیکن کسی فیکٹری نے کوئی ٹریٹمنٹ پلانٹ نہ لگایا تو کیس ماحولیات کے محکمہ کو ریفر کیا گیا۔ انہوں نے پانی کے سمپل لے کر لاہور بھجوائے، پانی کے سمپل ٹھیک نہیں تھے تو محکمہ ماحولیات نے فیکٹری مالکان کو نوٹس دیئے، بعد میں ڈی سی او فیصل آباد نے ایک کمیٹی بنائی جو کہ محکمہ ماحولیات، واسا، ٹی ایم اے اور فیکٹری مالکان پر مشتمل تھی کمیٹی نے اپنی رپورٹ بنا کر ڈی سی او صاحب کو بھجوا دی ہے جس میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ فیکٹری مالکان تین مہینے میں پانی کو ٹریٹ کر کے سیور لائنوں میں ڈالنے کا بندوبست کریں۔

گجر پورہ لاہور، ہسپتال کے لئے مختص اراضی پر ناجائز قبضہ

*7744: **چودھری محمد شوکت:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گجر پورہ سکیم لاہور میں ایل ڈی اے کی طرف سے ہسپتال کے لئے جگہ مخصوص ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کتنی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا جگہ (لب سڑک شیر شاہ روڈ) پر قبضہ گروپ نے دکانیں بنالی ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو ایل ڈی اے جگہ کو واگزار کرانے کے لئے کیا اقدامات کر رہا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔ ہسپتال کا رقبہ تقریباً 70 کنال ہے۔

(ب) گجر پورہ شیر شاہ روڈ پر جو دکانیں ناجائز تعمیر ہوئی تھیں مورخہ 06-01-18 اور 06-02-28 کو مسمار کر دی گئی تھیں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب تنویر اشرف کائرہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا اور یہ مفاد عامہ کا ہے کہ ہم سب نے اخبارات میں پڑھا کہ سندھ میں آنے والے طوفان کی وجہ سے billboards گرنے پر وہاں کافی جانیں ضائع ہوئیں تو میری وزیر ہاؤسنگ سے گزارش ہے کہ پنجاب حکومت کو بھی کوئی ایسا ایکشن لینا چاہئے جس سے اگر کوئی آئندہ ایسا طوفان آئے تو اس سے جانیں ضائع نہ ہوں۔ یا تو ان billboards کو remove کیا جائے یا specifications کے مطابق 30 دن کے اندر ان کو لگایا جائے ورنہ یہاں پر بھی چانس ہے کہ اگر طوفان آیا تو کافی جانیں ضائع ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کراچی کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے باقاعدہ طور پر ڈیپارٹمنٹ کو آرڈرز دیئے ہیں کہ پی ایچ اے کے جتنے بھی بورڈز جہاں بھی لگے ہوئے ہیں، وہاں پر باقاعدہ ٹیم جائے اور یقینی بنائے کہ وہ کسی بھی calamity یا کوئی بھی ایسی چیز کے اوپر نہ گرے تو اس کو یقینی بنانے کے لئے ڈیپارٹمنٹ کو آرڈر convey ہو چکا ہے۔ اس وقت ٹیم ہر بورڈ کو چیک کر رہی ہے اگر میرے فاضل رکن کو کسی specific بورڈ پر کوئی شکایت ہے تو مجھے بتا دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور اگر جہاں کہیں کوئی نقصان ہوا ہے تو جس کمپنی کا بورڈ ہے he should pay the compensation to those people

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! آپ کی بات بالکل درست ہے۔

(اس مرحلہ پر ملک نذر فرید کھوکھر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، احسان نولاٹیا صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! اس وقت توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ہے اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر ہو گا اور آپ کو موقع دیا جائے گا کیونکہ منسٹر صاحب نے جانا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین! میں بہت اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔ سندھ میں جو لوگ بارشوں سے متاثر ہوئے ہیں ان کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے پانچ کروڑ روپے کی امداد کا اعلان کیا ہے۔ میں اس امداد کا خیر مقدم کرتا ہوں یہ بہت اچھا کام کیا گیا ہے۔ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سندھ سے زیادہ بڑی تباہی بلوچستان میں ہوئی ہے میرے ضلع کیچ میں براہ راست وہاں پر بات ہوئی وہ لوگ بہت بری طرح گھرے ہوئے ہیں، گوادر میں بہت بڑی تباہی ہوئی ہے، جیوانی میں بڑی تباہی ہوئی ہے۔یہاں پر وزیر خزانہ بھی تشریف رکھتے ہیں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ جس طرح سندھ کے لئے اعلان کیا گیا ہے اسی طرح کم از کم پانچ کروڑ روپے کی گرانٹ کا بلوچستان کے لئے بھی اعلان کیا جائے۔ اس سے پنجاب کے متعلق وہاں جو غلط فہمیاں ہیں وہ بھی دور ہوں گی اور ان کے ساتھ ایک یکجہتی کا اظہار بھی ہو گا یہ میری درخواست ہے۔یہاں پر وزیر خزانہ صاحب تشریف رکھتے ہیں مہربانی کریں سندھ کی طرح بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ بھی یکجہتی کا اظہار کریں۔ بلوچستان کے لوگ سندھ کے لوگوں سے بھی زیادہ غریب ہیں ان بے چاروں کی بہت بری حالت ہے۔ یہ میری درخواست ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر صاحب چلے جائیں گے پہلے میں اپنی بات کر لیتا ہوں۔

جناب چیئر مین: نہیں، ان کے جانے سے پہلے آپ کی بات سنیں گے۔ پہلے توجہ دلاؤ نوٹس کو لیتے ہیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین! لاء منسٹر صاحب کے ساتھ وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب پنجاب کے خزانوں کے مالک ہیں یہ مہربانی کریں پانچ کروڑ روپے سے کم از کم بلوچستان کے لوگوں سے بھی یکجہتی کا اظہار کریں یا وزیر اعلیٰ کے ساتھ بات کرنے کا وعدہ کریں اس پر یہ یہاں یقین دہانی کرائیں تاکہ بلوچستان کے عوام کو ہم یہ پیغام دے سکیں کہ آپ کے حق میں ہم نے آواز بلند کی ہے۔

جناب چیئر مین: شاہ صاحب! آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے ان کے نوٹس میں یہ بات آ چکی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین! ان کے ذمے بھی کچھ فرض ہے۔

جناب چیئر مین: شاہ صاحب! وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس بارے میں کچھ کریں گے۔ جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں یہ بات لائی جائے گی اور بلوچستان کے لوگ بھی ہمارے بھائی ہیں انشاء اللہ اس سلسلے میں ضرور چیف منسٹر کچھ نہ کچھ کریں گے۔

جناب چیئر مین: جی، شکریہ۔ یہ توجہ دلاؤ نوٹس لالہ شکیل الرحمٰن اور چودھری زاہد پرویز کی طرف سے ہے۔ جی، لالہ شکیل الرحمٰن صاحب!

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئر مین!

گوجرانوالہ میں گٹر سے ملنے والی بچی کی نعش اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

879: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 13۔جون 2007 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق گوجرانوالہ کے رہائشی امجد مسیح کی سات سالہ بیٹی آرزو گھر سے سودا لینے گئی مگر واپس نہیں آئی اور چند گھنٹوں بعد گٹر سے اس کی نعش ملی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ والدین کے مطابق آرزو کو درندگی کا نشانہ بنانے کے بعد مارا گیا جبکہ پولیس اپنی ضد پر قائم ہے کہ بچی کا صرف گلا دبایا گیا ہے؟

(ج) پولیس نے اس سلسلہ میں کیا کارروائی کی ہے، تفصیلاً بتائیں؟

جناب چیئر مین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب چیئر مین! اس میں حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ:

(الف) مدعی مقدمہ ظہور مسیح ولد نذیر مسیح قوم عیسائی سکنہ چاند اقلعہ لائن پور گوجرانوالہ نے درخواست دی کہ آج مورخہ 2007-6-12 کو بوقت تقریباً چار پانچ بجے شام اپنے اہلخانہ کے ساتھ اپنے گھر میں موجود تھا کہ میری بھتیجی مسماۃ آرزو بعمر تقریباً چھ سال باہر گلی میں کھیل رہی تھی تھوڑی دیر بعد وہ ہمیں نظر نہ آئی تو ہم نے اس کی تلاش شروع کر دی۔ میں، قمر ولد جاوید امجد مسیح عرف کالا اسے تلاش کرتے کرتے حویلی اذاں پٹواریاں پہنچے تو وہاں ایک گٹر کے پاس کافی ہجوم تھا۔ ہم نے آگے بڑھ کر دیکھا تو میری

بھتیجی کی نعش گٹر کے باہر پڑی ہوئی تھی جس کو کسی نامعلوم شخص یا اشخاص نے گلے میں کپڑے کی رسی ڈال کر بے دردی سے قتل کر دیا اور نعش کو گٹر میں پھینک دیا۔ میرے ساتھ سخت زیادتی ہوئی۔ یہ ان کی درخواست تھی۔

(ب) جناب چیئرمین! مقدمہ بھی درج ہوا اور بچی کا پوسٹ مارٹم بھی کروایا گیا اور پوسٹ مارٹم رپورٹ میرے پاس موجود ہے اور اس پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق death due to Strangling suffocation ہوئی ہے اور اس کے اجزاء Chemical Examiner کو بھیجے گئے اور اس میں مزید کوئی ایسی زیادتی کی صورتحال نہ پائی گئی۔

جناب چیئرمین! اس سلسلے میں پولیس نے جو کارروائی کی ہے اس کے مطابق ملزم گلفام مسیح کو گرفتار کیا گیا اور تفتیش شروع کی گئی جس نے اعتراف جرم کیا اور اس کو گرفتار کر کے اس کا جوڈیشل ریمانڈ لیا گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس مقدمے کو یکسو کر کے چند دنوں میں اس کا چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: اس کے بعد اگلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب ارشد محمود بگو کی طرف سے ہے۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب چیئرمین!

کمشنر روڈ سیالکوٹ، کلینک پر ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ایک شخص ہلاک اور ڈاکٹر کے اغواء پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں کمشنر روڈ سیالکوٹ کے ایک کلینک پر تین ڈاکوؤں نے حملہ کر کے ڈاکٹر نعیم ٹوانہ کو Kidnap کر لیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کلینک پر موجود ایک مریض کے attendant طاہر بٹ نے ان ڈاکوؤں کو پکڑنے کی کوشش کی اور ڈاکوؤں نے فائرنگ کر کے اسے وہیں پر ہی ہلاک کر دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ان کا اپنا ساتھی بھی شدید زخمی ہوا جسے پکڑ کر لوگوں نے حوالہ پولیس کیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس اس ملزم کے دیگر ساتھیوں کو ابھی تک گرفتار کر سکی اور نہ ہی ان کا پتا لگا سکی ہے؟

(ہ) ابھی تک دیگر ملزمان کا سراغ نہ لگانے اور ان کو گرفتار نہ کرنے کی وجوہات بیان کریں، کیا حکومت دیگر ملزمان کو بھی گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! انہوں نے تاریخ نہیں دی تھی اور انہوں نے یہ فرمایا کہ کمشنر روڈ سیالکوٹ کے ایک کلینک پر تین ڈاکوؤں نے حملہ کر کے ڈاکٹر نعیم ٹوانہ کو Kidnap کیا۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اس میں اصل واقعات یہ ہیں کہ:

مورخہ 06-08-25 کو سوا دو بجے دن بعد از نماز جمعہ ڈاکٹر نعیم الحق اپنی لیبارٹری واقع کمشنر روڈ آئے تو تین لڑکے لیب کے اندر سے تیزی سے باہر نکل رہے تھے اور وہ گلی محمد پورہ کی طرف چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اندر جا کر دیکھا تو لیب اسسٹنٹ آشر یونس مسیح کمرہ سٹور میں بند تھا جس کے ہاتھ اور منہ بندھے ہوئے تھے جس کو کھولا تو آشر یونس مسیح نے بتایا کہ تین لڑکے مسلح پستول ٹیسٹ کروانے کے بہانے قریباً ڈیڑھ بجے دن اندر آئے انہوں نے اسلحہ سے خوفزدہ کر کے ہاتھ منہ باندھ کر کمرہ میں بند کر دیا اور کاؤنٹر کے دراز سے مبلغ -/8000 روپے نکال کر لے گئے۔ ڈاکٹر نعیم الحق کی درخواست پر مقدمہ نمبر 289 مورخہ 06-08-26 بجرم 392 ت پ تھانہ کوتوالی میں درج رجسٹر ہوا۔ ڈاکٹر نعیم الحق کو کلینک سے کسی نے kidnap نہیں کیا۔ دوران تفتیش ملزمان امتیاز احمد ولد محمد رفیق ساکن اڈہ، محمد اختر محمد افضل پسران عظیم شاہ ساکن ہندل، کو ٹریس کر کے گرفتار کیا گیا ملزمان سے لوٹی ہوئی نقدی اور اسلحہ برآمد کیا گیا انہیں جوڈیشل حوالات بھجوایا گیا اور مورخہ 2006-10-21 کو بعد تکمیل چالان عدالت میں پیش کر دیا گیا اور اس وقت یہ مقدمہ زیر سماعت ہے۔

جناب چیئرمین! جز (ب) میں یہ کہا گیا کہ کلینک پر موجود ایک مریض کے اٹینڈنٹ طاہر بٹ نے ان ڈاکوؤں کو پکڑنے کی کوشش کی یہ ایک دوسرا واقعہ ہے اور اس کے حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ وقوعہ ہذا جنوری 2006 میں کمشنر روڈ پر نہ ہوا بلکہ وقوعہ خواجہ صفدر روڈ پر مورخہ 06-10-30 کو وقوع پذیر ہوا جس کے حالات اس طرح ہیں کہ مسمی عبدالستار مع امداد حسین،

طلعت محمود اور اس کی بیوی شمع بی بی بچی کو لے کر کلینک گئے وہاں ملزم صغیر احمد مع دو ملزمان کلینک کے اندر آئے اور کہا کہ جو کچھ پاس ہے نکال دیں۔ مسمی طلعت محمود نے ملزم کو پکڑ لیا جبکہ دوسرے دو ملزمان نے فائرنگ کر دی جس سے طلعت محمود، شمع بی بی اور ملزم صغیر احمد زخمی ہوئے۔ اسی دوران ملزم صغیر بھی اپنے ساتھیوں کی فائرنگ سے وہیں پر ہلاک ہو گیا اور طلعت محمود ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں جاں بحق ہو گیا۔ اس میں ایک ملزم بچتا ہے یہ کل تین تھے ایک کی ہلاکت ہو چکی ہے ایک کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور یہ مقدمہ اس وقت جوڈیشل میں ہے اور چالان بھی عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ جس کی سیشن کورٹ میں سماعت شروع ہے۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ کلینک پر جن ڈاکوؤں نے حملہ کیا ہے، یہ ایک گینگ تھا جو کہ پورے پنجاب میں جتنے کلینکس پر کیسز ہوئے تھے یہ جو ڈاکو تھے یہ مختلف وارداتوں میں ملوث تھے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ میں راجہ صاحب کی توجہ خصوصی طور پر اس جانب مبذول بھی کروانا چاہتا ہوں کہ پولیس نے اس میں efficiency دکھائی کہ ان کو پکڑ بھی لیا لیکن ظلم یہ ہوا کہ پولیس نے ان میں سے ایک ڈاکو کا کسی دوسرے کیس میں ریمانڈ لینا چاہا تو بدقسمتی سے کورٹ نے اس ڈاکو کا ریمانڈ ان کو نہ دیا اور اس کو جوڈیشل بھیج دیا، پھر اس کو اس مقدمے میں ڈسچارج کر دیا۔ میری یہ درخواست ہے کہ ایسے کیسز جو کہ پنجاب level کے کریمنل ہوتے ہیں ان کا تعاقب ہر طریقے سے اور ہر جگہ سے ہونا چاہئے۔ کورٹس کو بھی اس سلسلے میں دیکھنا چاہئے کہ جس آدمی کو ہم ڈسچارج کر رہے ہیں یا جس کے لئے ہم پولیس کو ریمانڈ نہیں دے رہے ہیں اس کی background کیا ہے؟ تو میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ حکومت اپنے level پر چیف جسٹس لاہور کو definitely اس کیس کے ریفرنس کے حوالے سے بھیجے، میں نے یہ نقل بھی نکلوالی تھی جس میں اس مجسٹریٹ نے ڈسچارج کیا تھا اور یہ بھی تصدیق ہوئی تھی کہ کسی اور طریقے سے انہوں نے اس کو ڈسچارج کیا ہے۔ میری ان سے درخواست ہے کہ اس سلسلے میں اس کیس کو ریفرنس بنا کر چیف جسٹس ہائیکورٹ کو definite یہ بھیجا جائے کہ وہ اس کیس میں انکوائری ضرور کروائیں کہ اس ملزم کو جس نے پنجاب level پر وارداتیں کی تھیں اس کو انہوں نے اس کیس میں ڈسچارج کیوں کیا؟ اگر یہ یقین دہانی راجہ صاحب مجھے کروا دیں تو میں اس کو press نہیں کرتا۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں بالکل اس بات کی یقین دہانی ضرور کراؤں گا کہ اس قسم کے ملزم جو ہیں ان سے باقاعدہ طور پر تفتیش ہونی چاہئے اور جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی گینگ inter district یا inter provincial لیول پر operate کرتا ہے تو باقاعدہ اس پر تفتیش ہونی چاہئے اور باقی جو وارداتیں ہیں ان کا سراغ بھی لگوانا چاہئے لیکن اس particular case میں، میں نے جس طرح پہلے گزارش کی ہے کہ ملزم سے باقاعدہ تفتیش ہوئی ہے اور وہ ڈسچارج نہیں ہوا بلکہ گنہگار پایا گیا ہے اور اس کا چالان عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے جو کہ ابھی زیر سماعت ہے لیکن اس کے باوجود in general میں آپ سے اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ کو بالخصوص اس سلسلے میں ہدایت جاری کی جائے گی کہ وہ اس قسم کے کیسوں میں خصوصی توجہ دیں اور جن ملزمان کے متعلق یہ شائبہ ہو یا یہ بات یقینی ہو کہ وہ inter provincial یا inter district crimes میں ملوث ہوں ان سے باقاعدہ تفتیش کی جائے۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین: دونوں توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کئے جاتے ہیں۔ اب تحاریک استحقاق لی جاتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں نے یہ گزارش کی تھی کہ وزیر صاحب چلے جائیں گے۔ میں ان سے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! منسٹر صاحب ابھی بیٹھے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! یہ چلے جائیں گے۔ میرا بہت اہم معاملہ ہے۔ یہ اتنے اچھے ہیں کہ انہوں نے مجھے کہہ دیا ہے کہ میں نے چلے جانا ہے۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہہ رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! یہ چلے نہ جائیں۔ یہ ضروری معاملہ ہے۔

جناب چیئرمین: لاء منسٹر صاحب سے متعلقہ ہے؟

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ وزیر مال سے متعلقہ ہے۔

جناب چیئر مین: وزیر مال تو ابھی ادھر موجود ہیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ وہ چلے جائیں گے۔ انہوں نے مجھے دو دفعہ کہا ہے۔ یہ بھی ان کی مہربانی ہے ورنہ تو پھر آپ کو معلوم ہے۔

وزیر مال: اس کا جواب وزیر خزانہ دے دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، اس کا جواب وزیر خزانہ نہیں دے سکتے۔

جناب چیئر مین: وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے تو کہیں نہیں جانا؟

شیخ علاؤالدین: نہیں جانا تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب چیئر مین: ابھی چونکہ یہ جو ہاؤس کی کارروائی چل رہی ہے اس میں تحریک استحقاق شروع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد پھر آپ کا معاملہ take up کرتے ہیں، اگر یہ نہ ہوئے تو پھر کل کے لئے pending کر دیں گے۔ شیخ اعجاز احمد صاحب کی تحریک استحقاق ہے جو move ہو چکی ہے۔ اسے آج تک کے لئے pending کیا گیا تھا۔

استحقاق کے باوجود جنرل ہسپتال کے ڈاکٹر منصور بختاوری کا معزز رکن اسمبلی سے میڈیکل ٹیسٹ کی فیس وصول کرنا

(---جاری)

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئر مین! شکریہ۔ اس پر کل ہوا یہ تھا کہ میں نے چونکہ اس میں ایک نشاندہی کی تھی کہ جنرل ہسپتال کے اندر رولز کو violate کیا جا رہا ہے تو منسٹر موصوف چودھری اقبال صاحب نے ایم ایس صاحب اور دیگر متعلقین کو بلا لیا تھا، ان کے آفس میں بیٹھ کر اس بات پر ہماری تفصیل سے گفتگو ہوئی، ایم ایس اور انتظامیہ جنرل ہسپتال نے اس بات کی یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ رولز جن کو violate کیا جا رہا ہے، جن کی میں نے اپنی تحریک استحقاق میں نشاندہی کی تھی ان کو redress کریں گے اور آئندہ سے دوبارہ اس بات کا اعادہ نہیں کریں گے۔ اس بات پر ان کی نشاندہی کے بعد میں اپنی تحریک استحقاق کو press نہیں کرتا۔

جناب چیئر مین: یہ تحریک استحقاق dispose of کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: اب تحاریک التوائے کار take up کی جاتی ہیں۔سب سے پہلے سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ مجھے ٹائم دے دیں گے۔ پھر یہ ضروری ہے آپ سن لیجئے۔

جناب چیئرمین: نہیں، وہ اس طرح ہے کہ آپ کی باری آنے پر اگر یہ take up نہ ہو تو پھر کل کے لئے اس کو pending کر دیں گے۔ کل بھی پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں نے آپ کو تین دفعہ گزارش کی ہے۔ اس کے اندر کیا مسئلہ ہے، اگر آپ اجازت دے دیں، یہ تشریف رکھتے ہیں، اس کا جواب دے دیں گے اور انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اگر وہ ابھی جواب دے دیتے ہیں تو مسئلہ ختم ہو جائے گا۔

وزیر مال: جناب چیئرمین! جب اس کی باری آئے گی تو وزیر خزانہ کو میں یہ دے رہا ہوں۔ یہ جواب دے دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب! وزیر خزانہ صاحب تو نہیں۔ یہ بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ ریونیو کا معاملہ ہے، یہ ضروری ہے، ابھی اس کو سن لیں۔ دو لائنوں کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! رولز کے مطابق ابھی آپ کی چونکہ باری نہیں آئی تو اس کو out of turn take up کرنا ایسا یہ ضروری تو نہیں ہے اس لئے جب یہ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گا تو اس کے بعد آپ کی باری آ جائے گی۔ جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 235/07 ہے۔

علی ویو ہاؤسنگ سوسائٹی جنوبی چھاؤنی لاہور میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے دو خواتین کی ہلاکت

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" اور پاکستان کے دیگر تمام اخبارات کی 13۔اپریل کی خبر کے مطابق جنوبی

چھاؤنی لاہور میں علی ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کے ایک گھر میں ڈاکو دن دہاڑے داخل ہوئے۔ لاکھوں روپے کے زیورات اور نقدی چھین لی اور مزاحمت پر چالیس سالہ تنویر فاطمہ اور اس کی اٹھارہ سالہ بیٹی کو قتل کر دیا۔ گھر میں داخل ہو کر ڈکیتی کی واردات اور قتل سے لوگوں میں شدید خوف وہراس پیدا ہو گیا۔ عام افراد شدید بے چینی کا شکار ہیں اور امن وامان کی خراب حالت سے سخت خوف زدہ ہیں۔ حکومت نے عام افراد کو ڈاکوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ رکھا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

ہماری اتنی بڑی تعداد میں خواتین ممبران ہیں۔ ایک خاتون کو وفاقی وزیر نے مار ڈالا ہے۔ باقیوں کو ڈاکو مار رہے ہیں اور یہ ہماری خواتین ممبران اس پر کوئی ٹس سے مس نہیں ہو رہی ہیں۔ خدا کے لئے یہ ذرا ہمت کریں۔ خواتین کے تحفظ کے لئے باہر نکلیں۔

جناب چیئرمین: جی، اس کا جواب، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بمطابق رپورٹ ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس (انوسٹی گیشن) لاہور اور سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس (آپریشنز) لاہور مورخہ 07-04-12 کو بوقت 2:00 بجے دن مدعی مقدمہ نثار حیدر عباس کی ہمشیرہ نے بذریعہ فون اطلاع دی کہ اس کی بہن تنویر فاطمہ بعمر 40 سال اور بھانجی عائشہ بعمر 18 سال کو نامعلوم ملزمان نے قتل کر دیا ہے جن کی نعشیں بیڈروم میں پڑی ہیں اور گھر کا سامان بکھرا پڑا ہے۔ بوقت مقدمہ درج کروانے، سامان کی تفصیل بوجہ پریشانی ایف آئی آر میں درج نہ کروائی ہے جس پر مقدمہ نمبر 349/207 مورخہ 07-04-12 بجرم 302/392 (ت، پ) تھانہ جنوبی چھاؤنی، لاہور درج رجسٹر ہوا۔ تفتیش بذریعہ ارشد، ایس آئی investigation عمل میں لائی جا رہی ہے۔ دوران تفتیش جرم 382۔ ت پ کے سرزد ہونے کے بارے میں مدعی مقدمہ نے کوئی تتمہ بیان زیر دفعہ 161 نہ دیا ہے۔ ملزم منیر حیدر کے بارے میں شہادت علی اور حافظ رضا ظفر نے اپنے بیانات میں زیر دفعہ 161 تحریر کروایا ہے جس میں ملزم منیر حیدر کو ملزم گردانا گیا ہے لہذا ملزم منیر حیدر ولد غلام حیدر قوم اعوان سکنہ محلہ مولا تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک، حال E-48-A، علی ویو پارک لاہور سے حسب ضابطہ گرفتار کیا گیا اور ریمانڈ حاصل کیا گیا۔ اس سے آلہ قتل جو کہ 30۔ بور کا پسٹل تھا برآمد ہو چکا ہے۔ ملزم نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس نے مسماۃ تنویر فاطمہ اور مسماۃ عائشہ کو عاطف نامی لڑکے سے ملنے کی وجہ سے غیرت کے نام پر قتل کیا ہے۔ اس میں تفتیش مکمل ہوئی ہے اور ملزم کا چالان

مورخہ 21-05-07 کو عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے لہذا ملزم گرفتار ہو چکا ہے، چالان بھی مکمل ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اب اس کا ٹرائل شروع ہو گا۔

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! وزیر قانون صاحب تو کچھ نہ کچھ کر ہی لیتے ہیں۔ ہماری خواتین ممبران کو بھی اس معاملے میں کچھ کرنا چاہئے۔ وہ اس معاملے میں دخل ہی نہیں دیتیں۔ یہاں پر ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جو کہ خواتین کے ساتھ اندوہناک واقعات کے بارے میں تھی۔ ایک خاتون ممبر کی سربراہی میں وہ کمیٹی بنی تھی۔ ساڑھے چار سال میں ایک بھی کیس اس کمیٹی کو refer ہوا اور نہ ہی اس کمیٹی نے از خود کوئی کارروائی کی ہے۔ خواتین کی بے حرمتی کے واقعات جس بڑے پیمانے پر بڑھ رہے ہیں اس کے سدباب کے لئے خواتین ممبران کو بھی یہاں پر کچھ active role ادا کرنا چاہئے۔ ان کو اسی لئے یہاں پر بھیجا گیا ہے۔ بہت شکریہ۔ میں اس پر مزید زور نہیں دیتا۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک التوائے کار press نہیں کی جا رہی اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 237/07، شیخ اعجاز احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

گول کپڑے والا بازار فیصل آباد میں مسلح افراد کا تاجر سے نقدی چھین کر فرار ہونا

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ دنوں فیصل آباد میں گول کپڑے والا بازار میں تاجر رہنما نواز وہرہ کو ہراساں کر کے ان کے بیٹے کی موجودگی میں 13 لاکھ روپے نقدی چھین کر دو مسلح افراد فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے اور خوش قسمتی سے تاجر رہنما نواز وہرہ اور ان کا بیٹا اس فائرنگ سے محفوظ رہے۔ فیصل آباد شہر میں دن دہاڑے ایک تاجر رہنما سے گن پوائنٹ پر 13 لاکھ روپے نقدی چھیننے کے واقعہ پر نہ صرف فیصل آباد کے تاجر بلکہ شہری بھی سراپا احتجاج ہیں اور ان میں سخت خوف وہراس پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ اس سے قبل میں نے اور ہمارے دیگر ممبران نے بھی متعدد بار اپنی تحاریک التوائے کار کے ذریعے، پوائنٹ آف آرڈرز کے ذریعے فیصل آباد کے حوالے سے یہ بات کہی ہے کہ فیصل آباد میں امن و امان کی صورتحال بڑی بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ فیصل آباد شہر جو کہ revenue collection میں پاکستان بھر میں دوسرے نمبر پر ہے۔ وہاں پر تاجر رہنما ملک و قوم کی خدمت کے لئے ہمہ تن گوش رہتے ہیں۔ ملک کے اندر جب کوئی بھی آفت آن پڑتی ہے تو ان کا کردار ہمیشہ مثالی رہا ہے۔ سیلاب زدگان کا معاملہ ہو یا دیگر کوئی معاملہ تو وہ پیش پیش ہوتے ہیں لیکن وہاں پر آئے روز ڈکیتیاں، راہزنی car snatching, motor-bike snatching and street crimes کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ وہاں کے شہری اس پر سراپا احتجاج ہیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ وہاں پر ایک ملک اعجاز وحید صاحب ہیں، وہ بھی ہمارے تاجر رہنما ہیں ان کے گھر ڈکیتی ہوئی ہے۔ آج تک کوئی مجرم trace نہیں ہو سکا۔ اسی طرح ہمارے سہیل بن رشید صاحب اور دوسرے بے شمار تاجر رہنما ہیں کہ جن کے گھروں میں ڈکیتیاں ہوئی ہیں۔ ان کے بیٹوں کو اٹھا لیا جاتا ہے۔ Ransom cases ہوتے ہیں۔ میری اس تحریک التوائے کار کا مقصد بھی یہی ہے کہ حکومت اس بات کا سختی سے نوٹس لے۔ تاجر رہنماؤں اور فیصل آباد کے عام شہریوں کو جو آئے دن لٹتے جا رہے ہیں انھیں اس کیفیت سے باہر نکالا جائے۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! تحریک التوائے کار پر short statement نہیں ہوتی لیکن آپ کو میں نے بات کرنے دی ہے۔ پوری بات حکومت کے نوٹس میں آ گئی ہے۔ بہر حال اس کا جواب تو وزیر قانون صاحب دیں گے۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! آپ نے درست فرمایا۔ تحریک التوائے کار ایک specific معاملہ سے متعلق ہوتی ہے۔ اس کو in general پیش نہیں کیا جاتا کہ اس کے ساتھ آپ تین چار اور معاملات بھی attach کر دیں۔ لہذا ایک specific معاملہ جس کا ذکر اس تحریک التوائے کار کے اندر کیا گیا ہے میں صرف اس کا جواب دینا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین! اس مقدمہ کی تفصیل یہ ہے کہ مقدمہ نمبر 213 مورخہ 16-04-07 بجرم 392/411-PPC تھانہ کوتوالی درج ہوا۔ مختصر واقعات مقدمہ اس طرح ہیں کہ مورخہ 16-04-07 کو تقریباً 9-00 بجے دن محمد نواز وہرہ بسواری کار بمعہ ڈرائیور محمد یاسین اپنے دفتر واقع

برکی مارکیٹ، گول چنیوٹ بازار پہنچا۔ گاڑی کی ڈگی سے رقم کا تھیلا جس میں مبلغ تقریباً 13 لاکھ روپے کیش تھا نکالا اسی دوران دونا معلوم مسلح اشخاص موٹر سائیکل پر آئے اور فائرنگ شروع کر دی۔ ملزمان نے محمد نواز وہرہ سے رقم کا تھیلا چھینا اور فرار ہو گئے تو اس پر مقدمہ درج کیا گیا۔ تفتیش کی گئی اور دوران تفتیش ملزمان محمد مقصود ولد علی اصغر سکنہ ضلع ایبٹ آباد اور تنویر عرف نوید پانڈا ولد بشیر احمد سکنہ 243-ر ب، فیصل آباد کو گرفتار کر کے ان سے مسروقہ رقم برآمد کی گئی۔ ملزمان کو جوڈیشل حوالات بھجوایا گیا۔ مقدمہ ہذا چالان مرتب کر کے عدالت میں داخل کر دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب اس کی سماعت شروع ہونے والی ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح شیخ صاحب نے concern کا اظہار کیا تھا بلا شبہ یہ وہاں کے منتخب نمائندے ہیں۔ ان کا فرض بنتا ہے کہ concern show کریں، لوگوں کے مسائل کو اجاگر کریں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک یہ تیسری تحریک التوائے کار ہے اور دو Call Attention Notices ہیں۔ سب میں آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک واقعے کا ہو جانا علیحدہ بات ہے لیکن اس کے بعد پولیس کی کارروائی، ملزمان کو گرفتار کرنا، ان سے مال مقدمہ برآمد کرنا اور ان کو عدالت کے کٹہرے میں لے کر جانا یہ ایک اچھی effort ہے۔ میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ We will try to keep up this effort. اور مزید کارکردگی کو بہتر کرنے کی کوشش کریں گے۔ Thank you, sir.

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! میں اپنی تحریک کو مزید press نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: چونکہ محرک پریس نہیں کرتے لہذا اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 238/07 راجہ ریاض احمد اور رانا آفتاب احمد خان کی طرف سے ہے۔ دونوں تشریف نہیں رکھتے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! انتہائی اہمیت کے حامل جو معاملات ہیں ان پر یہ تحاریک التوائے کار پیش ہو رہی ہیں۔ میں اسی سلسلے میں ایک بات آپ کی وساطت سے محترم وزیر قانون اگر وہ توجہ فرمائیں تو ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ یہ معاملہ کئی مرتبہ یہاں پر اٹھایا گیا اور اس پر محترم راجہ صاحب نے categorically دو تین مرتبہ یقین دہانی کروائی۔ ایک یہ کہ صوبائی وزراء اپنی گاڑیوں پر جھنڈے لگائے پھرتے ہیں جبکہ آئینی اور قانونی طور پر ان کا یہ right نہیں بنتا۔ حالت یہ ہے کہ وزراء کے بعد اب مشیروں اور کوآرڈینیٹرز نے بھی اپنی گاڑیوں پر جھنڈے لگانے شروع کر دیئے ہیں۔ آج انہوں نے ٹریفک کا ایک نیا سسٹم شروع کیا ہے جس پر تقریباً ایک ارب روپے لاگت آئی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے آج اس کا افتتاح کیا ہے تو ایک اور بات جو بہت ہی زیادہ قباحت کا باعث بن رہی ہے، اسی ٹریفک کے سلسلے میں کہ اب یہ پاکستانی فلیگ کا جو بے جا استعمال ہو رہا ہے وہ تو اپنی جگہ پر ہے۔ اب یہ رسم بھی چلی ہے کہ گاڑیوں، موٹر سائیکلوں کی جو نمبر پلیٹوں پر گورنر ہاؤس، سی ایم سیکرٹریٹ، ہائی کورٹ، پریس، اسمبلی بلکہ اب تو برادریاں یعنی چٹھہ رندھاوا، اعوان وغیرہ لکھا ہوتا ہے۔

معزز ممبران: رانا۔

رانا ثناء اللہ خان: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری چیزیں ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی ہیں اور اس میں تجاوز کا درجہ رکھتی ہیں۔ محترم لاء منسٹر صاحب نے یہاں پر فلیگ کے متعلق یقین دہانی کروائی تھی لیکن اب تو دوسری قباحت بھی جنم لے رہی ہے۔ چونکہ آج اس حوالے سے مخصوص دن ہے کہ آج حکومت پنجاب نے بہت بھاری بجٹ کے ساتھ ایک ٹریفک سروس کا اہتمام کیا ہے لہذا وہ آج ہاؤس کو اس بارے میں بھی یقین دہانی کرائیں کہ اس سسٹم کے ذریعے ان تجاوزات اور قباحتوں کو بھی دور کیا جائے گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! رانا صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے کہ اس سے پہلے بھی اس معزز ایوان میں اس مسئلے پر بات ہوئی تھی۔ رانا صاحب اس بات کو بھی تسلیم کریں گے کہ میں نے اس وقت بھی اس بات سے اتفاق کیا تھا کہ گاڑی پر پاکستانی فلیگ صرف انھیں لگانا چاہئے جن کا prerogative بنتا ہے اس کے علاوہ کسی کو نہیں لگانا چاہئے۔ میں آج پھر categorically اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ صرف انہی لوگوں کو فلیگ لگانا چاہئے۔ میں اس

سلسلے میں یہاں پر یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جب گزشتہ کسی اجلاس میں یہ معاملہ اس معزز ایوان میں اٹھایا گیا تھا تو اس کے بعد باقاعدہ طور پر ان تمام لوگوں کو جن کے متعلق ہمیں شائبہ تھا کہ وہ اس قسم کی practice جاری رکھے ہوئے ہیں ان کو لیٹرز لکھے گئے تھے۔

جناب چیئرمین !آپ کے بھی نوٹس میں ہو گا کہ ممبران اسمبلی کو لکھا گیا اسی طرح ایم این ایز، سینیٹرز اور تمام لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا گیا کہ جو قواعد و ضوابط کے مطابق بنتا ہے آپ اس کے مطابق چلیں اور اس سے تجاوز نہ کریں۔ میں آپ کے توسط سے رانا صاحب اور اس معزز ایوان کو پھر یقین دلاتا ہوں کہ آج پھر حکومت پنجاب کی طرف سے یہ ہدایات جاری کی جائیں گی کہ آئین اور قانون کے تحت جو لوگ فلیگ لگانے کے مجاز ہیں وہی لگائیں اس کے علاوہ اور کوئی نہ لگائے اور اگر کوئی لگائے گا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب چیئرمین !جہاں تک گاڑیوں کی گرین نمبر پلیٹس کا issue ہے ہم already اس پر بھی کام کر رہے ہیں کہ اگر ایک سرکاری گاڑی نہیں ہے تو اس پر گرین نمبر پلیٹ کیوں لگائی جاتی ہے لیکن آپ کو یاد ہو گا کہ آج سے چند دن پہلے ہائی کورٹ کی طرف سے بھی کچھ instructions آئی تھیں ابھی تو میں ان سے مکمل طور پر آگاہ نہیں ہوں لیکن صوبائی حکومت کے متعلق بھی تھا کہ گرین پلیٹیں لگائی جائیں یا نہ لگائی جائیں لہذا اس معاملے کو عدالت عالیہ کے حکم کے مطابق resolve کریں گے۔

جناب والا! رانا صاحب نے جو تیسرے issue کے بارے میں فرمایا ہے کہ گاڑی پر نام لکھ لینا کہ رانا، راجہ، اعوان یا کسی بھی حوالے سے لگا دیا جاتا ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ ہمارے بعض صوبوں میں گاڑیوں کی by name رجسٹریشن ہو رہی ہے ہم نے already یہ معاملہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے Inter-Provincial Coordination Committee میں اٹھایا ہوا ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے مثال کے طور پر ایک گاڑی راجہ 1، رانا 1 یا ملک 1 کے نام سے کراچی سے رجسٹر ہوتی ہے تو دوسری گاڑی اسی نام سے فرنٹیئر سے بھی رجسٹر ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بیک وقت پنجاب میں ایک نام پر دو گاڑیں چل رہی ہوتی ہیں۔ لہذا ہم نے Inter-Provincial Coordination Committee کی میٹنگ میں یہ معاملہ اٹھایا ہوا ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کو discourage کرنا چاہئے۔ اگر discourage نہیں کیا جاتا تو پھر کم از کم صوبوں کو پابند کیا جائے کہ وہ اس قسم کی duplication سے avoid کریں۔

جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا ہو گا کہ بے شمار دفعہ اخبارات میں بھی آیا کہ بعض جرائم پیشہ لوگ بھی اس پریکٹس کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل illegal practice ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس illegal practice کو روکنے کے لئے اقدامات کریں گے۔ اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً special campaign چلتی رہتی ہے۔ میں معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے جو نیا سسٹم متعارف کروایا ہے یہ ٹریفک کی improvement کے لئے ہے اور ٹریفک کی improvement کے لئے جو بھی اقدامات اٹھانے پڑیں گے ان سے گریز نہیں کیا جائے گا اور آج ایک دفعہ پھر ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ ہدایات جاری کی جائیں گی۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

موضع سکھوکا، گوجرخان میں عصمت فروشی کروانے والے گروہ کی تحقیق کرنے کا مطالبہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تحریک التوائے کار کے پانچ منٹ تو پہلے ہی چلے گئے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئرمین! میں صرف ایک منٹ ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئرمین! قانون اور ضوابط کے مطابق بات ہو تو راجہ صاحب ہمیشہ اس پر ساتھ دیا کرتے ہیں۔ میں بہت دنوں سے ایک گینگ کے متعلق راجہ صاحب کی توجہ دلانا چاہ رہی ہوں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ وہ گینگ اتنا powerful ہے کہ راجہ صاحب نے اس پر کوئی یقین دہانی بھی نہیں کرائی اور وہاں پر بہت سی معصوم بچیاں ابھی تک اس گینگ کے زیر اثر ہیں اور وہاں پر ان سے prostitution کا کام کرایا جا رہا ہے۔ ہم نے وہ بات highlight کرنے کی کوشش کی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ بچیاں بازیاب کرائی جائیں چونکہ بچیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں اس لئے یقینی طور پر اس پر کوئی ایکشن ہونا چاہئے۔ میں مسلسل تین دن سے یہ بات کر رہی ہوں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ راجہ صاحب نے کن مصلحتوں کے تحت اس بات کا جواب بھی نہیں دیا لہذا

میں چاہوں گی کہ راجہ صاحب آج اس بات کا جواب دیں کہ گوجر خان میں prostitution کا جو گینگ ہے اس کے بارے میں کیا ہو رہا ہے؟

جناب چیئرمین: جی راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں نے deliberately اس میں avoid نہیں کیا۔ غالباً محترمہ نے چھ سات دن پہلے یہ بات کی تھی اور انہوں نے باقاعدہ مجھے ایک اخبار بھی دیا تھا۔ جس واقعہ کو اخبارات کے ذریعے highlight کیا گیا ہے یہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کے ایک گاؤں سکھو کا ہے۔ انہوں نے جس دن مجھے یہ اخبار دیا تھا میں نے اسی دن CPO راولپنڈی سے ٹیلی فون پر بات کی تھی اور انھیں کہا تھا کہ اس سارے معاملے کی تحقیقات کر کے مجھے بتائیں۔ اگلے دن CPO نے مجھے جو رپورٹ ٹیلی فون پر دی اور میں ذاتی طور پر بھی اس بات کو جانتا ہوں کہ سکھو کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ دیہات کے ایک قصبے میں اس قسم کا آرگنائزڈ کرائم تھوڑا سا مشکل ہوتا ہے۔ آپ خود rural background سے تعلق رکھتے ہیں آپ کو پتا ہے کہ گاؤں میں اگر کوئی غیر ضروری طور پر ناواقف شخص ایک سے دوسری دفعہ آئے تو بھی قابل اعتراض سمجھا جاتا ہے لہذا سکھو کا موضع میں اس طرح آرگنائزڈ گینگ کے کام کرنے کی بات سے CPO نے بھی اتفاق نہیں کیا تھا اور میں ذاتی طور پر بھی اتفاق نہیں کرتا تھا لیکن میں اس بات کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل وہ خاتون سکھو کا میں نہیں بلکہ گوجر خان شہر میں شفٹ ہو گئی ہے۔ میری بات کے بعد CPO راولپنڈی نے تحریری طور پر DSP گوجر خان کو ہدایت جاری کی تھی کہ اس پر کڑی نظر رکھی جائے اور اگر وہ خاتون سکھو کا سے شفٹ کرنے کے بعد گوجر خان میں بھی اس قسم کی activities میں ملوث ہے تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ تو میں آج پوچھ لیتا ہوں کہ اس بارے میں مزید کیا ہوا ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ یہ بات مقامی پولیس کے نوٹس میں آچکی ہے۔ چونکہ یہ بات سکھو کا کے متعلق کی گئی لیکن وہ اس وقت سکھو کا میں موجود نہیں ہے اگر ہے بھی تو as such organized gang یا brothel house سکھو کا میں کام نہیں کر رہا۔ وہ شہر میں شفٹ ہوئی ہے اگر وہ شہر میں بھی کسی illegal activities میں ملوث ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف ضرور کارروائی کی جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ یہ بڑی دوٹوک بات ہے کہ تحفظ

نسواں بل کے نفاذ کے بعد یہ کسی خاتون کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ پیپلز پارٹی نے بھی اس بل کی حمایت کی ہے اور حکومت نے بھی حمایت کی ہوئی ہے۔اب یہ صرف سیشن جج کے پاس اختیار ہے یہ اسے apply کریں کہ فلاں جگہ پر یہ کچھ ہو رہا ہے۔وہ انکوائری کرنے کے بعد فیصلہ کرے گا تب وہ پولیس کو احکامات دے سکتا ہے لیکن براہ راست کارروائی کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میرے خیال میں وقاص صاحب نے سنا نہیں۔ میں نے کہا ہے کہ اگر کہیں brothel house چل رہا ہے تو قانون کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! راجہ صاحب نے according to law اسے deal کرنے کا وعدہ کیا ہے۔راجہ ریاض احمد اور رانا آفتاب احمد کی تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) اور محترمہ نور النساء ملک کی تحریک التوائے کار نمبر 241/07 ہے۔ جی، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے pending کیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 245 کو take up کرتے ہیں۔شاہ صاحب تحریک پیش کریں۔

لاہور میں بڑے سکولوں کو پرائیویٹ کرنے پر اساتذہ کا احتجاجی مظاہرہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں بھی سوچ رہا تھا کہ وزیر تعلیم صاحب کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے

مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" 25-اپریل کی خبر کے مطابق پنجاب ٹیچرز جوائنٹ ایکشن کمیٹی کی اپیل پر اساتذہ نے ایک ریلی نکالی اور احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اساتذہ تعلیمی الاؤنس کو تنخواہوں میں شامل نہ کرنے اور لاہور کے آٹھ بڑے سکولوں کو پرائیویٹ سیکٹر کے حوالے کرنے کے خلاف مظاہرہ کر رہے تھے۔ اساتذہ ہمارے معاشرے کا ایک باشعور اور باوقار طبقہ ہے ان کا اپنے مسائل کے حل کے لئے سڑکوں پر نکل آنا ان کی شدید بے چینی کو ظاہر کرتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین! میں اس میں صرف ایک فقرہ add کروں گا کہ ان اساتذہ کے مظاہرے کے نتیجے میں اور ہڑتال کے نتیجے میں ہمارے صوبے کے بیس لاکھ بچے جو امتحانات میں appear نہیں ہو سکے اور اس سے آپ اس معاملے کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے فاضل وزیر تعلیم اس بارے میں اساتذہ کے مسائل کو حل کروانے کے حوالے سے کچھ نہ کچھ یقین دہانی آج ضرور کروائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ ابھی پچھلے دنوں سارے اساتذہ ہڑتال پر تھے اور انہوں نے اپنے مطالبات منوانے کے لئے پانچویں کا امتحان بھی نہیں منعقد ہونے دیا۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے چیف منسٹر پنجاب نے ایک کمیٹی بنادی ہے۔ جو چیف سیکرٹری کی سربراہی میں قائم کر دی ہے، سیکرٹری ہوم اور سیکرٹری تعلیم اس کے ممبرز ہیں۔ اس سلسلے میں اب دو گروپس سامنے آئے ہیں۔ ایک جوائنٹ ایکشن کمیٹی اور ایک متحدہ اساتذہ محاذ، ابھی دونوں گروپوں سے بات چیت ہو رہی ہے آج کل بھی ہو رہی ہے اور جوائنٹ ایکشن کمیٹی کی 6۔ جون کو چیف منسٹر پنجاب سے ملاقات بھی ہوئی۔ اس میں انہوں نے متعدد ڈیمانڈز پیش کیں جن میں سے کچھ ڈیمانڈز کا تعلق فیڈرل گورنمنٹ سے تھا اور کچھ کا تعلق صوبائی حکومت سے تھا۔ اسی اثناء میں آپ کو یہ بھی پتا ہوگا کہ 15 فیصد تنخواہوں میں اضافہ کر دیا گیا اور ٹیچرز کی جو یہ ڈیمانڈ تھی کہ ہماری تنخواہیں بڑھائی جائیں اللہ کی مہربانی سے وہ بڑھا دی گئیں۔ اب کچھ معاملات جو صوبائی تھے جو کہ اب یہ کمیٹی جس میں چیف سیکرٹری چیئرمین ہیں وہ ان کو meet کر رہی ہے لیکن اس میں جو نئی صورتحال ہے اور معزز رکن کو بھی میں اس سلسلے میں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ متحدہ اساتذہ محاذ اور جوائنٹ ایکشن

کمیٹی دونوں گروپوں میں آپس کی چپقلش ہے جس کی وجہ سے جوائنٹ ایکشن کمیٹی نے تو ملاقات کر لی لیکن متحدہ اساتذہ محاذ جو ہے وہ اپنی چپقلش کی وجہ سے شاید اس کمیٹی سے نہیں ملنا چاہتے۔

جناب والا! ہم ابھی انتظار کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ امید کی جاتی ہے کہ دونوں گروپوں سے بات کی جائے گی اور جو بھی اس کا حل ہو گا ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایوان کو بتادیں گے۔

جناب چیئرمین! honestly ہم یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح سے معزز رکن نے اساتذہ کے بارے میں اپنی feelings بتائی ہیں بالکل ہم بھی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اساتذہ ہمارے لئے بڑے قابل احترام ہیں۔ یہ ایک ایسی community ہے جن کی تنخواہیں بہت کم ہیں ان کو ہم بڑھا رہے ہیں۔ ان کے promotion کے مسائل ہیں ان کے پنشن کے مسائل ہیں ان کی increments کے مسائل ہیں، ان کی حج کی چھٹی ہے اور maternity leave ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کو ہم thrash out کرتے رہتے ہیں لیکن ایک specific معاملہ جس کی نشاندہی سید احسان اللہ وقاص نے کی ہے اور تحریک التوائے کار کے ذریعے سے نشاندہی کی ہے۔ ہم نے اسے already take up کیا ہوا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اس کا بہت جلد فیصلہ کیا جائے گا تاکہ یہ unrest کسی طریقے سے ختم ہو جائے۔

آخری بات جو میں آپ کی وساطت سے کرنا چاہتا ہوں کہ جوائنٹ ایکشن کمیٹی سے تو ہمارا رابطہ ہے اور متحدہ کے ساتھ بھی ہم کرنا چاہتے ہیں لیکن متحدہ کے ساتھ رابطے میں احسان اللہ وقاص صاحب بڑے instrumental ہو سکتے ہیں اس لئے میں یہ بھی چاہوں گا کہ اس تنظیم کو ہمارے قریب کریں تاکہ ہم مسائل کا حل ڈھونڈ سکیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میرے علم میں تو جوائنٹ ایکشن کمیٹی والے ہیں اور نہ ہی متحدہ والے ہیں۔ مجھے تو اساتذہ کی تنظیموں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ میرا تعلق تو اساتذہ کے ساتھ ہے ان کا احترام اور ساجی مسائل کو حل کرنے کے لئے ہے۔ اب ایک ان کا جو بڑا serious مسئلہ ہے وہ تعلیمی الاؤنس کے حوالے سے ہے۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ پاکستان کے چاروں صوبوں میں سے تین صوبوں نے یہ الاؤنس دے دیا ہے اور باقی صوبوں میں یہ الاؤنس دیا جا رہا ہے۔ صرف صوبہ پنجاب اس بات سے محروم ہے اور یہاں کے اساتذہ اس الاؤنس سے محروم ہیں۔ اب ہمارے وزیر تعلیم صاحب اپنے تجربے کی بنیاد پر کہہ رہے ہیں کیونکہ ایک مدت سے وہ تعلیمی امور کو چلا رہے ہیں

اس تجربے کو کام میں لاتے ہوئے انہوں نے ساری بات کو گول مول کر کے لپیٹ لپاٹ کر ادھر پیش کر دیا ہے۔ اساتذہ کی لڑائی کے متعلق جوائنٹ ایکشن کمیٹی اور متحدہ محاذ اساتذہ کی بات کر دی ہے۔ مجھے تو ان کا پتا ہی نہیں کون ہیں اور کون نہیں ہیں۔ مجھے اساتذہ کے حقوق کے لئے جو حکم دیں ان کے ساتھ معاملات طے کرنے کے لئے میں ان کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے حاضر ہوں لیکن میں ان سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اساتذہ کے الاؤنس کے حوالے سے ساری اساتذہ کمیونٹی، پورے پنجاب کی اساتذہ کمیونٹی اس بات پر متفق ہے جو کچھ باقی تینوں صوبے میں دیا جا رہا ہے انہیں بھی دیا جائے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی بڑی genuine demand ہے اور وزیر تعلیم کو بڑی ہمدردی کے ساتھ، محبت کے ساتھ اس کام کو کرنا چاہئے تاکہ تعلیم کی سربلندی کے لئے بھی وہ کچھ کام کر جائیں ورنہ حالت یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں ایک لیفٹیننٹ جنرل صاحب کو انہوں نے وائس چانسلر مقرر کروایا ہے اور انہوں نے آٹھ سال تک کسی کو Pro-Vice Chancellor ہی نہیں لگنے دیا۔ آج کل وہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں تو قائم مقام بنانے کے لئے کوئی آدمی نہیں مل رہا تھا ایسے پکڑ دھکڑ کر انہوں نے بنا دیا ہے۔ یہ پرو چانسلر ہیں کسی یونیورسٹی نے ان کو پرو چانسلر نہیں بنایا۔ میں تو ہمیشہ ان کے حق میں آواز بلند کرتا ہوں آج میں نے اساتذہ کے حق میں آواز بلند کی ہے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب کا صرف الاؤنس کی حد تک جواب دیا جائے۔۔

وزیر تعلیم: جناب والا! اس میں تھوڑی correction بڑی ضروری ہے۔ شاید یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ شاہ صاحب اساتذہ کے حق میں ہیں اور شاید حکومت یا وزیر تعلیم حق میں نہیں ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس community کی نمائندگی بھی کرتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی ویلفیئر کے لئے کام کریں۔ ایک بات جو معزز رکن نے یہاں پر الاؤنس کے سلسلے میں کی ہے۔ یہ ایک ہزار روپے کا الاؤنس وزیر اعظم پاکستان نے اناؤنس کیا تھا کہ federal territory کے جو ٹیچرز ہیں ان کو دیا جائے۔ اس پر چاروں صوبوں کی تنظیموں نے آواز اٹھائی کہ ہمیں بھی یہ الاؤنس دیا جائے۔ اب اس میں تین صوبے جو ہیں، اس میں correction کرنا چاہتا ہوں وہ ہڑتال پر ہیں۔ ایک صوبہ پنجاب ایک صوبہ سندھ اور ایک صوبہ سرحد ان تینوں صوبوں نے ابھی تک ٹیچرز کو یہ الاؤنس نہیں دیا اور ان کے اساتذہ ہڑتال پر ہیں۔ ایک صوبے نے ہزار روپے کا الاؤنس دیا ہے وہ بلوچستان ہے۔ چونکہ وہاں پر ان کی تعداد بہت کم ہے۔ ہم بھی ان کو یہ الاؤنس دینا چاہتے

تھے ہم نے اس پر workout کیا۔

جناب چیئرمین! اگر ہم ٹیچرز کو ایک ہزار روپے اضافی دیں تو یہ 3-ارب روپے سالانہ بنتا ہے۔ اب یہ 3-ارب روپے fiscal year کے اختتام پر ایک تو شاید خزانے میں پیسا نہیں تھا اس لئے وہ ہم نے سمری کے حوالے سے take up بھی کیا چیف منسٹر پنجاب خود وزیر اعظم کے پاس گئے اور انہوں نے کہا کہ آپ نے یہ announcement کی ہے اور ایک ہزار روپے کے الاؤنس کے حوالے سے یہ تین ارب روپے بنتا ہے تو آپ یہ ہمیں دے دیں تو ہم یہ ان ٹیچرز کو دے دیں گے۔ تو آج بھی ہماری ان سے یہی negotiation ہو رہی ہے اور ہم یہی ان سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کی فی الحال پندرہ فیصد تنخواہیں بڑھ گئی ہیں، ٹھیک ہے ہم اس ایک ہزار روپے کو بھی اوپر نیچے کر کے آپ سے بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں لیکن یاد رہے کہ تینوں صوبوں نے ابھی تک یہ الاؤنس نہیں دیا اس لئے کہ جو مالی معاملات ہوتے ہیں آپ کو پتا ہی ہے کہ جس طرح بجٹ میں ہم نے پورے سال کی items book کر دی ہیں اور ساری spending ہو گئی ہیں۔ یہ 3-ارب روپے کی اضافی رقم اگر آ جائے تو وہ دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں ان سے یہی کہوں گا کہ آپ بالکل بے فکر رہے ہمیں پتا ہے کہ آپ کو تعلیم کا بڑا خیال ہے اور ان کی اس سلسلے میں بڑی contribution بھی ہے۔

جناب چیئرمین! پنجاب یونیورسٹی کی انہوں نے بات کی تو ہم اس کو کسی اور موقع پر take up کر لیں گے میں ان کو پنجاب یونیورسٹی کی جتنی بھی background ہے یا وہاں پر کیا ہو رہا ہے وہ ہم کسی اور مرحلہ پر discuss کر لیں گے اس لئے میں یہی چاہوں گا کہ یہ بالکل مطمئن رہیں ہم اساتذہ کا matter take up کر رہے ہیں۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب سے ایک منٹ پوچھ لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں یہی گزارش کروں گا کہ اس کی announcement ان کے وزیر اعظم نے کی ہے یہ ہمیں سمجھانے کی بجائے ان کو سمجھائیں کہ ایسے اوپر سے فیصلے نہ کر دیا کریں۔ یہ تو ہمیں سمجھا رہے ہیں اپنے پرائم منسٹر کو سمجھائیں جو کہ [*****] کو سمجھائیں کہ یہ فیصلے مشاورت کے ساتھ کیا کریں تاکہ یہ اس مشاورت کے نتیجے میں نافذ کر سکیں۔

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئر مین: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! گزارش یہ ہے کہ وزیر تعلیم میاں عمران مسعود صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ابھی تک صرف صوبہ بلوچستان نے یہ الاؤنس دیا ہے۔ میں انہیں نوٹیفکیشن لا کر دے دیتا ہوں کہ انہوں نے صوبہ سرحد میں بھی دیا ہے اور سندھ میں بھی دے رہے ہیں۔ اب صرف پنجاب رہ گیا تو میں ان سے درخواست کروں گا اور میں آپ کی وساطت سے ان سے اور یہ ذرا وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کر لیں کہ انہوں نے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں جو مصالچی اور کک 70 بھرتی کئے ہوئے ہیں ان کی تعداد 40 کر لیں اور وہاں پر انہوں نے جو 150 ڈرائیور بھرتی کئے ہوئے ہیں ان کی تعداد کو 50 کر لیں۔ جن استادوں سے ہم پڑھے ہیں یہ بھی انہیں استادوں سے پڑے ہیں۔ یہ ''پڑھا لکھا پنجاب'' کا نعرہ لگا رہے ہیں یہ ہمیں خوشی ہے لیکن عملی طور پر پڑھے لکھے پنجاب کی روح استاد ہیں جن سے میں بھی پڑھا ہوں میاں عمران مسعود صاحب بھی پڑھے ہیں لیکن ہم ان کو ایک ہزار روپیہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں جو کہ ہم نے خود announce کیا ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ اپنے وہ اخراجات تھوڑے سے کم کر کے مہربانی کریں۔ ہماری تنخواہیں کم کر کے اساتذہ کو کم از کم ایک ہزار روپیہ مہینہ دیں۔

جناب چیئر مین: جی، شکریہ۔ وزیر تعلیم صاحب نے کہا ہے کہ وہ اس کو compensational ground پر اس کو consider کریں گے۔

وزیر تعلیم: جناب چیئر مین! میں correction of the record کرنا چاہتا ہوں جو معزز ممبر بگو صاحب نے کہا کہ سندھ اور سرحد نے دے دیا ہے انہوں نے ابھی تک یہ الاؤنس نہیں دیا۔ ہماری ان سے ڈیلی بات چیت ہوتی ہے۔ ہم انشاء اللہ تینوں صوبے مل کر بہتری کی طرف ایک متفقہ فیصلہ کریں گے تاکہ معزز ممبرز کے معاملات بھی درست ہوں اور ٹیچرز کا بھی خیال کیا جائے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب چیئرمین: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

چودھری محمد شوکت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

چودھری محمد شوکت: جناب چیئرمین! شکریہ۔ لاہور کے اندر رنگ روڈ بنائی جارہی ہے۔ بلاشبہ ٹریفک کا لوڈ کم ہونے سے عوام کو ریلیف ملے گا لیکن میری یہ گزارش ہے کہ ایک اچھے منصوبے سے بھی بہت سارے لوگوں کو تکلیف ہو، رنج پہنچے تو اس کا ازالہ کیا جانا چاہئے۔ محمود بوٹی کے علاقہ میں رنگ روڈ میں چار پانچ گاؤں کو راستہ نہیں دے رہے اور اس سے وہ گاؤں بالکل ایک جزیرہ بن جائیں گے۔ اس کی مشرقی طرف دریائے راوی ہے اور جنوبی طرف رنگ روڈ ہوگا۔ مجھے نہیں پتا کہ کون سا محکمہ اس کو بنانے جارہا ہے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں۔

چودھری محمد شوکت: جناب چیئرمین! وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر ڈائریکٹو بھی جاری کیا ہوا ہے جو محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو پہنچا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: معزز رکن! آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے چونکہ متعلقہ منسٹر نہیں ہیں پھر کسی وقت یہ بات کر لیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

MR. CHAIRMAN: Now we take up the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004, Bill No. 12 of 2004.

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بل پیش ہوا ہے ابھی تقریباً 4 سال ہونے کو ہیں۔ پہلے تو یہ بل ایک سال کے لئے کمیٹی میں رہا۔ وہاں پر اسی طریقے سے pending ہوتا رہا اس کے بعد جب یہ ہاؤس میں آیا تو راجہ صاحب نے یقین دہانی کروائی اور انہوں نے کہا کہ چیف منسٹر صاحب کی یہ خواہش ہے کہ یہ بل پاس ہو لیکن آپ اس کو اگلے سیشن کے لئے pending کر لیں۔ اس بات کو بھی تقریباً ڈیڑھ سال ہو گیا۔ اب چونکہ چیف منسٹر بھی چاہتے ہیں اور ہاؤس بھی چاہتا ہے اور کمیٹی نے unanimously recommend کر کے ہاؤس میں بھیجا ہے تو میری گزارش ہے کہ اس بل کو پیش کیا جائے اور اس پر آج ووٹنگ کے بعد پاس کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب! یہ move ہو چکی ہے، منسٹر صاحب نے pending کروائی تھی۔ منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت: جناب چیئرمین! ویسے تو ان کی بات صحیح ہے یہ بل کافی عرصے سے pending چلا آ رہا ہے۔ میں آج اس کو oppose بھی نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہ کافی عرصے سے pending ہے۔ ہاؤس کے سامنے میری ایک تجویز ہے اگر سارے دوست اس پر متفق ہو جائیں۔ ڈیپارٹمنٹ اور سنڈیکیٹ اینڈ یونیورسٹی اس قرارداد کو پہلے مسترد کر چکے ہیں اور پھر اس کے بعد وہ process چلتا ہوا چیف منسٹر اور پھر گورنر صاحب نے بھی اس کو reject کیا۔ اب یہ معاملہ چونکہ ہاؤس کے پاس ہے۔ میری ایک تجویز ہے اگر اس میں تھوڑی سی ترمیم کر لی جائے کہ وہاں پر پیر مہر علی شاہ کے نام پر کسی بلاک کا نام رکھ دیں یا ہاسٹل کا نام رکھ دیں تو میرا خیال ہے یونیورسٹی والوں کو بھی اس بات پر اعتراض نہیں ہے اور یہ معاملہ settle ہو جائے گا لیکن اس کے باوجود چونکہ ہاؤس کی خواہش ہے اور میں اس کو oppose بھی نہیں کرنا چاہتا اور کافی عرصے سے pending ہے لہذا جیسے آپ کی رولنگ ہو گی ہم حاضر ہیں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب چیئرمین! میں ان کا شکر گزار ہوں کہ یہ oppose نہیں کر رہے لہذا بل کو پاس کیا جائے۔

پیر معین الدین چشتی: جناب چیئرمین! میں بھی کھگہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور پورے ایوان سے request کروں گا کہ اس کو ہر صورت میں منظور کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت: جناب چیئرمین! میں نے ہاؤس کے سامنے گزارش کی تھی کہ اس میں کافی قباحتیں ہیں۔ جو سٹوڈنٹس پہلے یہاں سے تعلیم حاصل کر کے فارغ ہو چکے ہیں ان کے آگے داخلے کا معاملہ ہے یا انہوں نے ملازمتیں لینی ہیں تو یہ بڑی معروف یونیورسٹی ہے۔ میں اگرچہ اس کو oppose نہیں کر رہا لیکن ہاؤس کے سامنے میری یہ تجویز ہے کہ اگر ایسا ہو جائے تو پھر یہ سارا معاملہ settle ہو جائے گا۔ اگر ہاؤس ایسے چاہتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

پیر معین الدین چشتی: جناب چیئرمین! میری request یہ ہے کہ بس اس کو منظور کیا جائے۔

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR CHAIRMAN: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR CHAIRMAN: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR CHAIRMAN: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR CHAIRMAN: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. CHAIRMAN: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

(اذان ظہر)

LONG TITLE

MR. CHAIRMAN: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Mr Tanveer Ashraf Kaira!

MR TANVEER ASHRAF KAIRA: Sir, I move:

"That the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004 be passed."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004 be passed."

(The motion was carried.)

The Bill is passed.)

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب چیئرمین! میں تمام ممبران کا بل پاس کرنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز ظہر کے بعد جناب چیئرمین
ملک نذر فرید کھوکھر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: سید احسان اللہ وقاص صاحب کی request پر Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2007 کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میری احسان اللہ وقاص صاحب سے بات ہوئی تھی کل تک کے لئے pending کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی! کل کے لئے pending کر دیا ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب! آپ کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہے تھے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں اس وقت بات کرنا چاہ رہا تھا کہ میں کچھ اہم معاملات اس ہاؤس کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ ہوتا یہ ہے کہ جب قرار دادوں کا وقت آتا ہے تو پوائنٹ آف آرڈرز پر کچھ لوگوں کو اتنا ٹائم مل جاتا ہے کہ وہ دس دس منٹ لگا دیتے ہیں اور اس کا صرف آدھ گھنٹہ کا ٹائم ہوتا ہے۔ ہم صبح دس بجے کے آئے ہوئے ہوتے ہیں اور ہم دیکھتے رہ جاتے ہیں کہ ہمیں کوئی ٹائم مل جائے۔ جناب! یہ صورتحال ہے اب آپ دیکھ لیجئے کہ جو بھی اب ٹائم مل سکتا ہے۔

قرار دادیں
(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب! اب پہلے آپ کی قرارداد کو ٹیک اپ کیا جاتا ہے۔ پہلے ہم مورخہ 12۔جون 2007 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد لیتے ہیں۔ یہ قرارداد شیخ علاؤالدین کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پاکستان سٹیٹ آئل (پی ایس او) کو فروخت نہ کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئرمین!

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ پاکستان سٹیٹ آئل (پی ایس او) کو کسی بھی قیمت پر نہ بیچا جائے۔ پاکستان کا یہ وہ ادارہ ہے جو سالانہ تقریباً 6۔ارب ڈالر کے تیل کا کاروبار کرتا ہے۔ جس کے تحت 3700 فیول پمپس پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ Black Oil کے 78 فیصد اور White Oil کے 57 فیصد کا مارکیٹ شیئر رکھتا ہے۔ پی ایس او کا بیچنا دفاعی نقطہ نظر سے بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔ یہ وہ ادارہ ہے جس نے پچھلے سال میں بھی تقریباً 30۔ارب روپے منافع کمایا ہے۔"

وزیر صنعت: جناب چیئرمین! I oppose it!

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب! اس پر آپ اپنی بحث کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر صرف یہ بات سوچی جائے کہ یہ وہ ادارہ ہے جو خدا نہ کرے کہ کسی بھی ایمرجنسی یا جنگ کی صورت میں تمام ملک کو، تمام دفاعی فورسز کو تیل دیتا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے محترم منسٹر صاحب نے اس کو کیوں oppose کر دیا ہے۔ اس ادارے کا کسی صورت بھی بیچنا ملکی مفاد یا قومی مفاد میں نہیں ہے یا تو وہ ادارہ ہو جو نقصان میں جا رہا ہو جبکہ یہ ادارہ ملک کے اندر 3700 پٹرول پمپس کو فیڈ کرتا ہے اور یہ آج کا ادارہ نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ اس ملک کی اس قوم کی پچھلے پچاس سال کی ہسٹری ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر آپ اس کو detail میں دیکھیں تو پہلے بھی ہماری جو زیادہ تر کمپنیاں ہیں وہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے پاس چلی گئی ہیں۔ پارکو بھی ملٹی نیشنل ہے اور شیل بھی ملٹی نیشنل ہے اور یہ واحد کمپنی ہے جس کے اوپر کسی وقت بھی خدا نہ

کرے کوئی ایسی بات ہو جائے تو انحصار کر سکتے ہیں ورنہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں profitabilityتوایک طرف چھوڑیں کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں اگر ہماری اپنی تیل کمپنی نہ ہوگی تو اس ملک کا کیا بنے گا؟ مجھے اس بات کی بھی سمجھ نہیں آتی ہے کہ آخر بار بار صرف وہ ادارے کیوں بیچنے کی طرف لائے جارہے ہیں جو پہلے ہی منافع میں ہیں یا تو نقصان ہو رہا ہو تب بھی کوئی بات ہے۔یہ منافع میں ہیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس وقت تیل کے اوپر زیادہ سے زیادہ منافع اور ٹیکسیشن کمایا جارہا ہے۔اس کے باوجود اگر اس ادارے کو بیچا جارہا ہے تو وہ ملکی مفاد میں نہیں ہے۔

جناب محمد وارث کلو:جناب چیئرمین!اس سلسلے میں، میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ کسی گھرانے کو لے لیں تب بھی اپنے گھرانے کو چلانے کے لئے بھی یہ سوچا جاتا ہے کہ کس چیز کی ضرورت ہے،کون کون سی چیزیں بیچی جائیں اور کون کون سی چیزیں نہ بیچی جائیں۔یہ پرائیویٹائزیشن کا جو سلسلہ چل نکلا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے جو ارباب اقتدار ہیں ان کو یہ سوچنا چاہئے تھا کہ کون کون سی چیز ہم بیچیں اور کس کے بیچنے میں ملک کا فائدہ ہے، قوم کا فائدہ ہے اور کس چیز کو ہمیں نہیں بیچنا چاہئے۔پہلے آپ دیکھیں کہ آپ کے بنک جو ہیں وہ سارے بک گئے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین:وارث کلو صاحب!شیخ صاحب نے اپنی بات مکمل کر لی تھی؟

جناب محمد وارث کلو:کر لی ہے۔انہوں نے اپنی بات کر لی ہے۔

جناب چیئرمین:اچھا،ٹھیک ہے۔

جناب محمد وارث کلو:بنک جب بکتے ہیں تو آپ کے ملک کے سرمایہ دار کا وہ حجم نہیں ہے اور اس کی وجہ سے foreign bidderآتا ہے اور یونائیٹڈ بنک، حبیب بنک سارے جو بڑے بنک تھے وہ بک گئے۔۔۔

وزیر خزانہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین:جی۔

وزیر خزانہ: جناب چیئرمین!میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ جس معزز ممبر نے oppose نہیں کیا تو کیا وہ بھی اس subject پر اپنی رائے سے ایوان کو آگاہ کر سکتا ہے؟

جناب چیئرمین: نہیں۔اس میں خاص طور پر پارلیمانی سیکرٹری جو ہیں وہ تو اس میں حصہ نہیں لے سکتے۔

جناب محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور اس میں کوئی بھی ممبر اپنی رائے دے سکتا ہے۔اس میں آج کا دن جو ہے وہ منسٹر صاحبان جو ہیں، یہ روایت ہے کہ چودھری شجاعت حسین صاحب نے بھی اپنے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر کہا کہ پہلے میں ممبر ہوں تو پرائیویٹ ممبرز ڈے پر کوئی بھی بات کی جاسکتی ہے۔میں بہر حال یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پی ایس او ہے یہ ملک کی شہ رگ ہے اور اس پی ایس او پر ہم نے صرف قرارداد پاس کرنی ہے، اس پر فیصلہ جو ہونا ہے وہ ارباب اقتدار نے کرنا ہے اور وہ مرکز سے ہونا ہے۔ہم نے یہاں سے ایک message دینا ہے، ایک قرارداد بھیجنی ہے کہ یہ پی ایس او ہماری شہ رگ ہے، یہاں سے خون آتا ہے۔ہمیں فیڈ ہوتا ہے اور اس خون کو، ہماری اس شہ رگ کو بند نہ کیا جائے۔میں منسٹر صاحب کو بھی یہ عرض کروں گا کہ یہ قرارداد پاس ہونے دیں، فیصلہ تو انہوں نے کرنا ہے۔یہ ہماری قرارداد کوئی قانون تو نہیں بن جانا۔شکریہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیئرمین! میں بھی صرف ایک منٹ کے لئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔وہ یہ ہے کہ ماضی میں بھی بہت سی قراردادیں اس ہاؤس نے متفقہ طور پر پاس کر کے بھیجی ہیں لیکن الحمدللہ ہمیں اعزاز حاصل ہے کہ کوئی ایک بھی ایسی قرارداد ہماری نہیں ہے کہ جو ہم نے بھیجی ہو اور وہ وہاں سے منظور ہو کر آئی ہو۔دوسری میں اس سلسلے میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد کو پاس یا فیل کرتے وقت کہ پی ایس او کی نجکاری ہونی چاہئے یا نہیں، یہ مدنظر ضرور رکھیں کہ ایک صاحب تھے، ایک ادارہ تھا انہوں نے سٹیل ملز کی پرائیویٹائزیشن سے روکا تھا اور اب وہ اٹک سے لے کر کراچی تک اپنے لئے انصاف مانگتے پھر رہے ہیں۔اگر پی ایس او کی انہوں نے مخالفت کی تو پھر پتا نہیں کہ کس کس کو کہاں کہاں سے انصاف مانگنا پڑے گا؟ یہ پرائیویٹائزیشن سے روکنے سے پہلے اس ایک مثال کو بھی مدنظر رکھیں کہ جس نے سٹیل ملز کی پرائیویٹائزیشن کو روکا اس کے ساتھ کیا حشر ہوا اور اب پی ایس او کی پرائیویٹائزیشن سے جو لوگ روکیں گے تو پھر ان کے ساتھ کیا حشر ہوگا؟

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں اپنے بھائی جاوید صاحب کی ایک بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ کیا ہم سب، کیا یہ پوری اسمبلی، کیا ہماری پوری زندگی اس ملک کے مفاد سے زیادہ اہم ہے؟ بھاڑ

میں جائے ایسی ہماری زندگی کہ اگر ہم ملک یا قوم کا مفاد سامنے نہیں رکھ سکتے۔

جناب چیئرمین: نہیں۔ جاوید صاحب! mover ساری باتیں دیکھ کر کوئی چیز move کرتا ہے۔ اب میں جناب منسٹر سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کو oppose کرنے کے لئے بحث کریں۔

وزیر صنعت: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان سٹیٹ آئل فیڈرل گورنمنٹ کا ادارہ ہے اور اس بارے میں جو بھی فیصلے کرنے ہیں وہ فیڈرل گورنمنٹ نے ہی کرنے ہیں۔ شیخ صاحب نے جو قرارداد پیش کی تھی، جو سفارش کی تھی اس کو ہم نے لیٹر نمبر SDO.PSD.3-9-2006 کو بذریعہ چٹھی روانہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد ان کو 24 تاریخ کو پھر reminder بھی دیا ہے۔ جیسے ہی اس کا جواب آئے گا ہم شیخ صاحب کو مطلع کر دیں گے لیکن ہم اس پر کوئی قرارداد پاس کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہم اس بارے میں کوئی رائے دے سکتے ہیں کیونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا ادارہ ہے اور فیڈرل گورنمنٹ میں جو لوگ بیٹھے ہیں وہ محب وطن بیٹھے ہیں۔ انہوں نے جو کوئی بھی فیصلہ کرنا ہے وہ سوچ سمجھ کر کرنا ہے اور پاکستان کے مفاد میں ہی کرنا ہے۔ پاکستان کے مفاد کے بغیر وہ کوئی فیصلہ نہیں کریں گے۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ جب ان کا کوئی جواب آ جائے گا تو میں شیخ صاحب کو اس کا جواب انشاء اللہ دے دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! ابھی جو منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ انہوں نے لیٹر لکھے ہیں، میں ویسے ہی ایک لیٹر کا ذکر کر دیتا ہوں جو کہ مجھے اب ان کے اس طرح کہنے پر بتانا چاہئے۔ ہمارے فنانس منسٹر صاحب بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے چیکوں کے اوپر ایکسائز ڈیوٹی کا ذکر کیا تھا، آپ بھی اس سے بہت اچھی طرح واقف ہیں۔ مجھے فنانس منسٹر صاحب نے، چیف سیکرٹری صاحب نے بلا کر کہا کہ دیکھو ہم نے یہ لیٹر فیڈرل گورنمنٹ کو لکھ دیا ہے اب آپ اس کو press نہ کرنا۔ میں نے press نہیں کیا اور یہاں سے ریزولیوشن پاس نہیں ہوا، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ 1. سے 2. فیصد ہو گیا۔ اگر اب منسٹر صاحب یہ چاہتے ہیں کہ اس کو pending کر دیا جائے، مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن میں بار بار آپ کو یہ بات دوبارہ عرض کر رہا ہوں اور اس معزز ایوان کو بتا رہا ہوں کہ ہمارے لئے قومی نقطہ نظر سے اس کو بیچنا نقصان دہ ہے، اس کو بیچنا نقصان دہ ہے، اس کو بیچنا نقصان دہ ہے۔ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ یہ اس کا یہاں نہیں فیصلہ کر سکتے تو ریزولیوشن موو کر دیں اور پاس کر دیں۔ نہیں کر سکتے تو ووٹنگ کرا لیں اگر وہ بھی نہیں کر سکتے، اگر آپ کہتے ہیں تو میں بحیثیت ٹریژری ممبر آپ کی بات مانتا ہوں، آپ اسے pending کر لیں لیکن ہماری قوم اور ہمارے سب

کے مفاد میں یہ ہے کہ اس کو پاس کیا جائے اور پی ایس او کو نہ بیچا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ یہ فیڈرل مسئلہ ہے اس پر ہم قرارداد یہاں پر پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس پر کوئی اور رولنگ دے سکتے ہیں۔ پھر یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر جتنی قراردادیں پہلے پیش کی تھیں اور جتنی آج ہیں تو میرا خیال ہے کہ پھر یا تو ان کو رولز پڑھائے جائیں کہ یہ رولز میں نہیں ہے۔ ہم یہ وفاقی گورنمنٹ سے سفارش کر رہے ہیں، یہ رولز میں موجود ہے کہ ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہم نہیں کر سکتے لہذا منسٹر صاحبان کو رولز کی کوئی کلاس بھی پڑھائیں کہ یہ رولز پڑھ کر آئیں اور ان کے مطابق یہ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: Sir, as the minister has rightly said کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا معاملہ ہے، رولز کے مطابق ہے تو اسمبلی میں یہ resolution table ہوئی ہے۔ شیخ صاحب نے بڑا درست کہا ہے کہ آپ sense of the House لے لیں لیکن منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے That is very right and accurate to this precise moment پی ایس او کا اپنا سی بی آر کے ساتھ جو ایگریمنٹ ہے وہ under consideration ہے جو یہ پہلے اس کی tendering ہوئی، اس کو انہوں نے واپس لے لیا۔ P.S.O is not for privatization now. ابھی on نہیں ہے۔ اس کی پرائیویٹائزیشن کے process کو روک دیا گیا ہے۔ اگر حکومت پنجاب آج یہ سفارش کرتی ہے یا پنجاب اسمبلی یہ سفارش کرتی ہے کہ پی ایس او کی privatization کو روک دیا جائے تو یہ کوئی ملک دشمن کام نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسی رائے ہے جو اس ایوان کی رائے ہے اور یہ بڑی مقدس رائے ہے۔ اگر یہاں پر بیٹھے ممبران یہ رائے دینا چاہتے ہیں کہ پی ایس او کی privatization کو روکا جائے تو اس رائے کی ایک اہمیت ہوگی۔ اس سلسلے میں لاء منسٹر پہلے ہی اور جیسے منسٹر صاحب نے کہا کہ فیڈرل گورنمنٹ سے یہ رابطہ کر چکے ہیں۔ فیڈرل

گورنمنٹ نے اپنا جواب دیا ہے کہ یہ ہمارا ابھی under consideration ہے اور پی ایس او کی جو data figures شیخ علاؤ الدین نے دی ہیں یہ data figures already Finance Ministry کے پاس اور باقی concerned departments کے پاس موجود ہیں۔

میری رائے میں یہ بات درست ہے جو منسٹر صاحب نے کی ہے۔ اگر اس کو pending کر دیا جائے اور فیڈرل گورنمنٹ کا پورا جواب اس پر آ جائے۔ اس وقت تک اس کو pending کر لیں، اس کے بعد آپ ہاؤس کی sense لے لیں اور اس سے اگر ان کو بھیجا بھی جاتا ہے اور اس پر اگر ہماری ایک متفقہ رائے بن جاتی ہے کہ پی ایس او کو privatize نہ کیا جائے تو یہ کوئی گناہ یا کوئی امر مانع نہ ہو گا۔ شکریہ

جناب چیئر مین: جی، شکریہ۔ ویسے تو جو قرار داد پیش ہوتی ہے، جب اسے oppose کر دیا جائے تو اس پر ووٹنگ کرائی جاتی ہے لیکن چونکہ اس میں دونوں حضرات اس بات پر آمادہ ہیں کہ اسے pending کر دیا جائے لہذا اس قرار داد کو pending کیا جاتا ہے۔

اب ہم آج کے ایجنڈا کی قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرار داد ارشد محمود بگو صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

واپڈا سے ٹی ایم ایز سٹریٹ لائٹ کے بل کمرشل کی بجائے گھریلو قیمت پر وصول کرنے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پاکستان واپڈا کو TMAs سٹریٹ لائٹ کے بل کو کمرشل کی بجائے Domestic پر وصول کرنے کا پابند کرے۔"

جناب چیئر مین: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پاکستان واپڈا کو TMAs سٹریٹ لائٹ کے بل کو کمرشل کی بجائے Domestic پر وصول کرنے کا پابند کرے۔"

وزیر قوت برقی: جناب چیئر مین! .Sir, I oppose it

جناب چیئرمین: وزیر صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، بگو صاحب! آپ اس پر اپنا اظہار خیال کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! یہ مسئلہ کئی سالوں سے pending چلا آ رہا ہے۔ پچھلے دنوں اخبارات میں آیا تھا اور سیالکوٹ کے حوالے سے بھی یہ خبر آئی تھی کہ واپڈا نے TMA کی ساری سٹریٹ لائٹس کاٹ دی ہیں، ان کے کنکشن disconnect کر دیئے ہیں۔ اسی طرح لاہور کے بارے میں بھی یہی خبر آئی تھی اور یہاں پر تنازع پیدا ہو گیا تھا۔ اس پر لاہور کے سٹی ناظم نے کہا تھا کہ واپڈا نے پول ہماری jurisdiction میں لگائے ہوئے ہیں لہذا پہلے یہ ہمیں ٹیکس دیں پھر ہم ان کو سٹریٹ لائٹ کا ٹیکس دیں گے۔ مسئلہ بڑا گھمبیر ہو گیا تھا۔ یہ تو رفاع عامہ کا کام ہے۔ TMAs اگر صرف واپڈا کا بل کمرشل بنیادوں پر دیں تو وہ خسارے میں چلی جاتی ہیں۔ ان کے بجٹ میں اس کی وجہ سے بہت زیادہ خسارہ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ ایک رفاع عامہ کا کام ہے لہذا میں نے یہ قرارداد اس لئے پیش کی ہے کہ واپڈا کو یہ کہا جائے کہ وہ TMAs سے سٹریٹ لائٹس کے حوالے سے کمرشل ریٹس وصول کرنے کی بجائے domestic rates وصول کرے تاکہ TMAs یا ضلعی حکومتوں پر واپڈا کا بوجھ کم ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد پنجاب کی ساری TMAs اور ضلعی حکومتوں کے حوالے سے ایک بہترین قرارداد ہے۔ میں ہاؤس اور آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس قرارداد کو پاس کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قوت برقی: جناب چیئرمین! میں اپنے محترم بھائی ارشد محمود بگو صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ "واپڈا کو TMAs سٹریٹ لائٹس کے بل کو کمرشل کی بجائے domestic پر وصول کرنے کا پابند کیا جائے" اس ضمن میں گزارش یہ ہے کہ سٹریٹ لائٹس کے لئے کمرشل نرخ کی بجائے scarp نرخ وصول کئے جا رہے ہیں جو domestic سے بھی کم ہیں اس لئے یہ قرارداد valid نہ ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو مسترد کیا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے جن ریٹس کا ذکر کیا ہے کہ جس ریٹس سے واپڈا سٹریٹ لائٹ کے پیسے وصول کر رہی ہے اس کے بارے میں کیا وزیر صاحب کے پاس کوئی ایسا notification ہے؟ اگر ہے تو وہ مجھے دیں۔

وزیر قوت برقی: جی، بہتر ہے۔ میں آج ہی معزز ممبر کو اس notification کی کاپی پیش کر دوں گا۔

جناب ارشد محمود بگو: تو میں اپنی اس قرارداد کو پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: اب اس قرارداد کو withdraw کرنے کے لئے ہاؤس کی اجازت کی ضرورت ہے۔ کیا ہاؤس اس قرارداد کو withdraw کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

معزز ممبران: اجازت ہے۔

جناب چیئرمین: تو یہ قرارداد as withdrawn dispose of ہوئی۔ دوسری قرارداد محترمہ شمیم اختر صاحبہ کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔ محترمہ شمیم اختر تشریف نہیں رکھتیں لہذا اس قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ یہاں ہاؤس میں ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ تشریف رکھتی ہیں ان سے اس کا جواب لے لیا جائے۔

جناب چیئرمین: ابھی تو یہ move نہیں ہوئی۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہیں اور ان کے علاوہ کوئی دوسرا move نہیں کر سکتا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیئرمین! ایم ایم اے والوں کو کوئی ادب آداب سکھائیں۔ یہ ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ کی طرف اشارہ کر کے بات کرتے ہیں، [*****] یہ مناسب نہیں ہے۔ یہ خواتین کا احترام کرنا سیکھیں اور ایسی باتیں نہ کیا کریں جس سے خواتین کی دل آزاری ہو۔

جناب چیئرمین: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! آپ دیکھیں، وہ ہنس رہی ہیں۔ وہ آزردہ نہیں ہیں، وہ پریشان نہیں ہیں بلکہ خوش ہو رہی ہیں۔ تو میں ڈاکٹر صدیقی صاحب کی بات سے اتفاق نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ تیسری قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

صوبہ میں متروکہ ہندو جائیداد کی لوٹ کھسوٹ روکنے کے لئے قانون مخبری کی دفعات 10/11 کو فوری بحال کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب میں متروکہ ہندو جائیداد کی لوٹ کھسوٹ جو ساٹھ سال گزر جانے کے باوجود آج بھی جاری ہے، کی روک تھام کے لئے مخبری کے قانون کی دفعات 10/11 کو فوری طور پر restore کیا جائے اور اس پر سختی سے عمل بھی کیا جائے تاکہ اربوں روپے کی جائیداد بازیاب ہو سکے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب میں متروکہ ہندو جائیداد کی لوٹ کھسوٹ جو ساٹھ سال گزر جانے کے باوجود آج بھی جاری ہے، کی روک تھام کے لئے مخبری کے قانون کی دفعات 10/11 کو فوری طور پر restore کیا جائے اور اس پر سختی سے عمل بھی کیا جائے تاکہ اربوں روپے کی جائیداد بازیاب ہو سکے۔"

وزیر خزانہ: جناب والا! میں اس کو oppose نہیں کر رہا، میں صرف ایک مختصر explanation دینا چاہتا ہوں۔ یہ جو دفعات نمبر 10/11 ہیں یہ Displaced Persons Land Settlement Act 1958. میں شامل تھیں جو کہ مرکزی قانون تھا۔ پھر 1975 ,Act-14 آیا جس میں تمام قوانین بحالیات منسوخ کر دیئے گئے جس کی وجہ سے یہ دفعات نمبر 10 اور 11 بھی ختم ہو گئیں۔ یہ دونوں قوانین مرکزی حکومت نے منسوخ کئے اور اس میں ترمیم بھی وفاقی حکومت ہی کر سکتی ہے۔ صوبائی حکومت اس قسم کی کوئی ترمیم نہیں کر سکتی۔ اگر محرک اس کو پاس کروانا چاہتے ہیں تو حکومت اس کو oppose نہیں کرتی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں بہت شکر گزار ہوں کیونکہ صبح منسٹر ریونیو بھی یہی فرما رہے تھے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، آپ خود ماشاء اللہ ایک known lawyer ہیں کہ مئی 1975 کے

بعد جتنی پراپرٹی ٹرانسفر ہوئی ہے اس کا کوئی طریقہ ہی نہیں تھا تو اس حوالے سے فوری طور پر کام کرنا چاہئے۔یہاں پر بھی اور وفاقی حکومت کو بھی بڑے پر زور طریقے سے یہ قرارداد جانی چاہئے تاکہ ملک وقوم کی اس اربوں روپے کی جائیداد کو restore کیا جاسکے۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب میں متروکہ ہندو جائیداد کی لوٹ کھسوٹ جو ساٹھ سال گزر جانے کے باوجود آج بھی جاری ہے، کی روک تھام کے لئے مخبری کے قانون کی دفعات 10/11 کو فوری طور پر restore کیا جائے اور اس پر سختی سے عمل بھی کیا جائے تاکہ اربوں روپے کی جائیداد بازیاب ہوسکے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: چوتھی قرارداد محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ) کی ہے۔وہ اسے پیش کریں۔

پنجاب میں فلٹریشن پلانٹ نصب کرنے کا مطالبہ

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ :

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ کنٹونمنٹ ایریا لاہور کی طرز پر، یہ لاہور شہر کے لفظ کی تصحیح کی جائے یہاں لفظ پنجاب ہے۔ پورے پنجاب میں واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب کئے جائیں۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ :

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ کنٹونمنٹ ایریا لاہور کی طرز پر پورے پنجاب میں واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب کئے جائیں۔"

وزیر خصوصی تعلیم: On the behalf of Law Minister, I oppose it, Sir,

جناب چیئرمین: کیا آپ اس قرارداد کو oppose کرتے ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم: جی ہاں! میں oppose کرتا ہوں۔میں معزز ممبر کے لئے صرف یہ clarification دینا چاہتا ہوں کہ لاہور کے 9 ٹاؤنز میں ہم already Filtration Plants

لگا چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: چونکہ آپ نے oppose کیا ہے اس لئے اب محترمہ کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی قرارداد کے حق میں تقریر کر لیں۔ اس کے بعد جواب میں آپ بات کر لیجئے گا۔ جی، محترمہ مصباح کوکب صاحبہ!

وزیر انسانی حقوق: جناب والا! فلٹریشن پلانٹس کی بات ہو رہی ہے۔ پچھلے تین سال سے TMAs اور ضلعی حکومتیں یہ پلانٹس لگا رہی ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: مخدوم صاحب! آپ پہلے محترمہ مصباح کوکب کو تقریر کر لینے دیں۔ بعد میں آپ وضاحت کر لیجئے گا۔ جی، محترمہ!

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! شکریہ۔ عوام کو بنیادی ضروریات کی فراہمی حکومت کا فرض ہوتا ہے۔ ہماری پنجاب حکومت بھی اپنی ان ذمہ داریوں کا بخوبی ادراک رکھتی ہے اور ان کو بڑے احسن طریقے سے نبھا بھی رہی ہے۔ پانی جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ آج کل ہر ایک کو صاف ستھرا پانی مہیا نہیں ہو رہا تو نتیجتاً خراب اور گندہ پانی پینے سے پیٹ کی بیماریاں بہت زیادہ پھیل رہی ہیں۔ اگر وزیر صاحب مجھے یقین دہانی کرواتے ہیں تو میں اپنی قرارداد کو withdraw کر لیتی ہوں۔ اگر پنجاب کے 35 ضلعوں کی 130 تحصیلوں کی 3464 یونین کونسلوں میں ہر جگہ واٹر فلٹریشن پلانٹس نصب کر دیئے جاتے ہیں تاکہ عوام کو ہیضہ اور ہیپاٹائٹس بیماریوں سے نجات مل سکے تو میں اس کو withdraw کر لیتی ہوں لیکن مجھے assurance دے دیں کہ یہ ہر جگہ Water Filtration Plants کو install کریں گے۔

وزیر انسانی حقوق: جناب چیئرمین!۔۔۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): مخدوم صاحب! میں نے قرارداد پیش کی تھی اور منسٹر صاحب نے oppose کیا تھا پھر مجھے موقع دیا گیا کہ میں اس پر بات کر سکوں لہذا اب آپ ان کو بات کرنے کا موقع دیں۔ اب متعلقہ منسٹر صاحب مجھے assurance دے دیں کہ یہ ہر جگہ Water Filtration Plants نصب کریں گے تو میں اپنی قرارداد withdraw کر لیتی ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس قرارداد کے پیچھے میڈم کی جو sprit ہے ہم اسے oppose نہیں کر رہے۔ میں آپ کے سامنے صرف facts پیش کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے 9 ٹاؤنز کی ہر یونین کونسل میں already Filtration Plants لگادیئے گئے ہیں۔ لاہور میں جو بقایا 141 یونین کونسلز ہیں ان میں بھی Filtration Plants نصب کرنے کے لئے لوکل گورنمنٹ کے ڈائریکٹر جنرل کو بذریعہ مراسلہ حکم دیا جا چکا ہے۔ اس طرح لاہور کی تمام یونین کونسلز cover کی جائیں گی۔ جہاں تک پورے پنجاب کا تعلق ہے اس سلسلے میں وفاقی حکومت کا ایک پروگرام ہے کہ نہ صرف ہر یونین کونسل میں بلکہ ہر وہ جگہ جس کی آبادی ایک ہزار نفوس سے زیادہ ہے وہاں پر Filtration Plants لگائے جائیں گے۔ یہ پروگرام phase-wise launch کیا جائے گا۔ ہم ان کی قرارداد کی spirit کو oppose نہیں کرتے لیکن already ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور حکومت کی یہ commitment ہے کہ تمام یونین کونسلز اور ہر وہ آبادی جہاں ایک ہزار اشخاص رہتے ہیں وہاں Filtration Plants لگائے جائیں گے اس لئے میں میڈم سے استدعا کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو press نہ کیا جائے۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جی، میں اپنی قرارداد withdraw کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین: چونکہ اس قرارداد کی محرک اسے پریس نہیں کرنا چاہتی۔ تو ہاؤس کی اجازت سے اسے withdraw کیا جا سکتا ہے؟ کیا اسے withdraw کرنے کے لئے ہاؤس کی طرف سے اجازت ہے؟

معزز ممبران: اجازت ہے۔

جناب چیئرمین: جی، اس قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔ پانچویں قرارداد میاں سعود حسن ڈار کی ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 29۔جون 2007 صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔